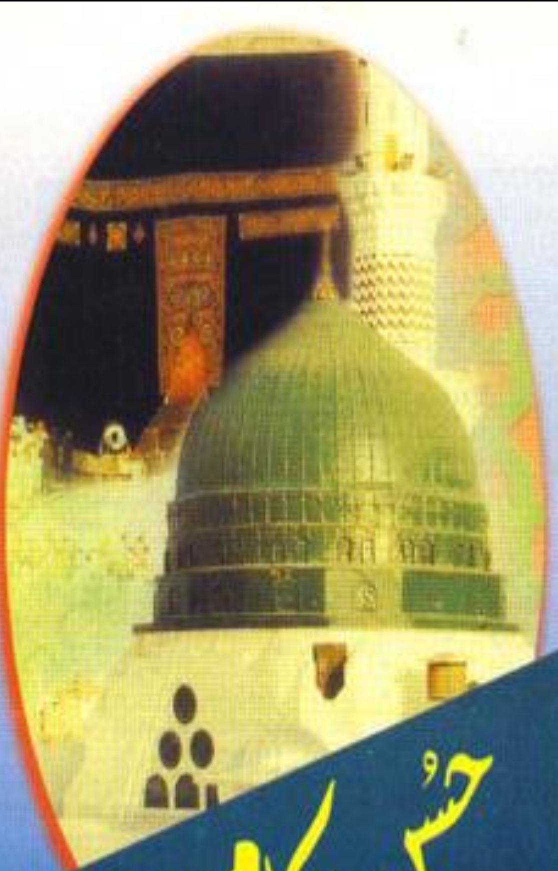

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۵ تا ۲۱ / ربیع اول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ / جون ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۳

حسن کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قادیانی جماعت کے بڑا کا نہ جھوٹ

میرے قائد و مرشد

وزیر داخلہ کی بھڑکیں !!

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

اسلام نحوست کا قائل نہیں، نحوست انسان کی بدعملی میں ہے:

س:...... ہمارے مذہب اسلام میں نحوست کی کیا اہمیت ہے، بعض لوگ پاؤں پر پاؤں رکھنے کو نحوست سمجھتے ہیں، کچھ لوگ انگلیاں چٹخانے کو نحوست سمجھتے ہیں، کچھ لوگ جمائیاں لینے کو نحوست سمجھتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ فلاں کام کے لئے فلاں دن منحوس ہے؟

ج:...... اسلام نحوست کا قائل نہیں۔ اس لئے کسی کام یا دن کو منحوس سمجھنا غلط ہے۔ نحوست اگر ہے تو انسان کی اپنی بدعملی میں ہے۔ پاؤں پر پاؤں رکھنا جائز ہے، انگلیاں چٹخانا نامناسب ہے اور اگر جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہے۔

لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنا:

س:...... جن گھروں میں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں وہاں زیادہ لوگ خوش نہیں ہوتے بلکہ رسماً ہی خوش ہوتے ہیں لڑکوں کی پیدائش پر بہت خوشیاں منائی جاتی ہیں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ کیونکہ لڑکی ہو یا لڑکا یہ تو اللہ ہی کی مرضی ہے لیکن جس نے لڑکی کو جنا اس کو تو گویا مصیبت ہی آگئی اور وہ "منحوس" ٹھہرتی ہے کیا ہم واپس جاہلیت کی طرف نہیں لوٹ رہے؟ جبکہ لڑکی کو دفن کر دیا جاتا تھا۔

ج:...... لڑکوں کی پیدائش پر زیادہ خوشی تو ایک طبعی امر ہے لیکن لڑکیوں کو یا ان کی ماں کو منحوس سمجھنا یا ان کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرنا گناہ ہے۔

عورتوں کو مختلف رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے؟

س:...... ہمارے بزرگ چند رنگوں کے کپڑے اور چوڑیاں (مثلاً کالے، نیلے) رنگ کی پہننے سے منع کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے یہ کہاں تک درست ہے؟

ج:...... مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے اور یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی محض توہم پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اعمال سے انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے۔

مہینوں کی نحوست:

س:...... اسلام میں نحوست منحوس وغیرہ نہیں جبکہ ایک حدیث ماہ صفر کو منحوس قرار دے رہی ہے۔ حدیث کا ثبوت اس کاغذ سے معلوم ہوا جو کہ کراچی میں بہت تعداد کے ساتھ بانٹے گئے ہیں۔

ج:...... ماہ صفر منحوس نہیں اسے تو "صفر المظفر" کہا جاتا ہے۔ یعنی کامیابی اور خیر و برکت کا مہینہ۔ ماہ صفر کی نحوست کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں۔ اس سلسلہ میں جو پرچے بعض لوگوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔

محرم، صفر، رمضان و شعبان میں شادی کرنا:

س:...... ہماری برادری کا کہنا ہے کہ چند مہینے ایسے ہیں جن میں شادی کرنا منع ہے۔ جیسے محرم، صفر، رمضان، شعبان وغیرہ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ان مہینوں میں شریعت نے شادی کو جائز قرار دیا ہے یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہے تو کرنے والا کیا گناہگار ہوگا؟

ج:...... شریعت میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں شادی سے منع کیا گیا ہو۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

س:...... کیا صفر کا مہینہ خصوصی طور پر ابتدائی تیرہ دن جس کو عرف میں تیرہ تیزی کہا جاتا ہے یہ منحوس ہے؟

ج:...... صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے۔ مسلمان تو اس کو "صفر المظفر" اور "صفر الخیر" سمجھتے ہیں۔ یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔

شعبان میں شادی جائز ہے:

س:...... ہمارے بزرگوں اور عام لوگوں کا کہنا ہے کہ شعبان المعظم چونکہ شب برأت کا مہینہ ہے اس لئے شعبان میں نکاح جائز نہیں اور شادی بیاہ منع ہے۔

ج:...... قطعاً غلط اور بیہودہ خیال ہے۔ اسلام نے کوئی مہینہ ایسا نہیں بتایا جس میں نکاح ناجائز ہو۔

کیا محرم، صفر میں شادیاں رنج و غم کا باعث ہوتی ہیں؟

س:...... محرم، صفر شعبان میں چونکہ شہادت حسینؓ اور اس کے علاوہ بڑے سانحات ہوئے، ان کے اندر شادی کرنا نامناسب ہے، اس لئے کہ شادی ایک خوشی کا سبب ہے اور ان سانحات کا غم تمام مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ ان مہینوں میں کی جانے والی شادیاں کسی نہ کسی سبب سے رنج و غم کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس میں کسی عقیدے کا کیا سوال؟

ج:...... ان مہینوں میں شادی نہ کرنا، اس عقیدے پر مبنی ہے کہ یہ مہینے منحوس ہیں۔ اسلام اس نظریہ کا قائل نہیں۔ محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس مہینے میں عقد نکاح ممنوع ہو گیا ورنہ ہر مہینے میں کسی نہ کسی شخصیت کا وصال ہوا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بزرگ تر تھے، اس سے یہ لازم آئے گا کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے کسی میں بھی نکاح نہ کیا جائے، پھر شہادت کے مہینے کو سوگ اور نحوست کا مہینہ سمجھنا بھی غلط ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

مُدیرِ اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مُدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ

۱۵ تا ۲۱ / ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ / جون ۲۰۰۱ء

شمارہ: ۳ جلد: ۲۰

بیادگار

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆.........☆.........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش کاؤنٹ ۱۹۸۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

وزیر داخلہ کی بڑکیں! .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الخالق جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
حسن کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم .... (جناب نعیم صدیقی) 7
محبوب قائد و مرشد .... (حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری) 12
قادیانی جماعت کے بزرگانہ جھوٹ .... (پروفیسر منور احمد ملک) 16
قادیانیت ایک سیاسی گروہ .... (حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ) 19
وفاقی بجٹ کیسا ہو؟ .... (حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو) 22
تحرکتی دنیا! .... (جناب خوشی محمد انصاری) 23
یاکی والی علی پور میں رد قادیانیت کورس .... (نمائندہ خصوصی) 24
اخبار ختم نبوت 25

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

وزیر داخلہ کی بڑکیں!

ہمارے وزیر داخلہ صاحب کو حکومت پاکستان نے غالباً اس لئے رکھا ہے کہ وہ ملک میں امن وامان کو خراب کرنے کی خدمت انجام دیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کو مشتعل کرنے کے لئے بے تکے بیانات اور بڑکیں مارتے رہتے ہیں اور عام طور پر ایسے وقت میں ضرور بڑکیں مارتے ہیں جب کوئی مشتعل کرنے والا واقعہ پیش آیا ہو اور کوئی مذہبی جماعت اپنا قانونی احتجاج ریکارڈ کر رہی ہو۔ گزشتہ دنوں کراچی میں سلیم قادری صاحب کو قتل کیا گیا اور اس پر انہوں نے ہڑتال کا اعلان کیا۔ وزیر داخلہ صاحب نے بیان جاری کر دیا کہ کسی صورت میں ہڑتال کرنے نہیں دی جائے گی۔ دوسرے دن انتظامیہ کی ملی بھگت سے کامیاب ہڑتال ہوئی اور وزیر داخلہ صاحب کے منہ پر طمانچہ مارا گیا کہ پوری کراچی میں لاقانونیت کی کھلی چھٹی، ہڑتال سے ایک دن قبل اٹھارہ گاڑیاں جلائی گئیں دوسرے دن کھلے عام دھمکیاں دے کر دکانیں اور ٹرانسپورٹ بند کرائی گئی لیکن وزیر داخلہ کی پولیس، رینجرز خاموش تماشائی ہی نہیں بنی بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ اس کامیاب ہڑتال اور وزیر داخلہ کو ناکامی کے بعد فوری طور پر مستعفی ہو جانے چاہئے تھا کیونکہ انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہڑتال والے دن پولیس نے صحیح کردار ادا نہیں کیا۔ مگر مستعفی تو کیا ہوتے، دوسرے دن بیان داغ دیا کہ علماء کرام کو گردنوں سے دبوچا جائے گا۔ ان سے آہنی ہاتھوں نمٹا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے یہاں کہاوت ہے کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ وزیر داخلہ صاحب سے ملک میں کسی حصے میں تو امن قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ وہ بار بار اس کا عزم کر چکے ہیں مگر پورے ملک میں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں۔ جس کا جہاں دل چاہے جس کو چاہے قتل کر کے چلا جاتا ہے، مگر ہمارے وزیر داخلہ صاحب ہر قتل پر بیان داغ دیتے ہیں کہ شرپسندوں کو چھوڑا نہیں جائے گا۔ امن وامان قائم کرنے کے بجائے وہ اپنا تمام غصہ علماء کرام پر اتارتے ہیں جبکہ دوسری طرف یہ صورت حال ہے کہ تمام عدالتیں مجرموں کو دھڑا دھڑ بری کر رہی ہیں اور ہماری اطلاع کے مطابق انہیں بری کروانے میں وزیر داخلہ صاحب کا مکمل طور پر ہاتھ ہے۔

ہمارے وزیر داخلہ سے کوئی پوچھے کہ پاکستان میں لاقانونیت کو روکنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے؟ ہر جگہ دھڑا دھڑ قتل ہو رہے ہیں، وزیر داخلہ صاحب نے ان کو روکنے کے لئے کیا کیا؟ جگہ جگہ بم کے دھماکے ہو رہے ہیں، اس کے سدباب کے لئے وزیر داخلہ کی کیا کوشش رہی؟ کراچی میں روزانہ سینکڑوں ڈکیتیاں ہوتی ہیں، وزیر داخلہ کیا ان کو رکوا سکے؟ سندھ، سرحد، بلوچستان میں قبائلی جنگ کو وہ کیا رکوا سکتے ہیں؟

اندرون سندھ ڈاکوؤں کا قبضہ ہے، وزیر داخلہ سے بغیر محافظ کے ذرا اس علاقہ کا دورہ کرا کے دکھائیں، قادیانی کھلے عام قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں، اعلان کر رہے ہیں کہ وہ آئین کو نہیں مانتے، وہ ووٹر لسٹوں میں نام نہیں لکھوائیں گے، وہ تبلیغی سرگرمیوں سے باز نہیں آئیں گے، وہ کلمہ طیبہ کی توہین کریں گے، وہ مسلمانوں کو مشتعل کرتے رہیں گے، وزیر داخلہ صاحب ان کو رکوانے کی پوزیشن میں ہیں؟ عیسائی کھلے عام اعلان کر رہے ہیں کہ: پاکستان میں عیسائی اسٹیٹ بنائی جائے گی، توہین رسالت کا ارتکاب کریں گے، وزیر داخلہ صاحب بتائیں کہ کیا وہ ان کو روک سکتے ہیں؟

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، شہید ناموس رسالت مولانا محمد عبداللہ، جامعہ فاروقیہ کے اساتذہ، مولانا عنایت اللہ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ، مفتی اقبالؒ، جامعہ بنوری ٹاؤن کے ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، مولانا عبدالسمیع شہیدؒ کے قاتل اب تک دندناتے پھر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کیا ان پر

ہاتھ ڈال سکتے ہیں؟ وزیر داخلہ اب تک ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے ہیں تو پھر اس قسم کے بیانات کا مقصد صرف اور صرف علماً کرام کے خلاف اپنے بغض کے اظہار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

ہماری صائب رائے یہ ہے کہ وزیر داخلہ صاحب دین اسلام اور علماً کرام کے خلاف بیانات دے کر اپنے بغض کے اظہار سے احتراز کریں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی والدہ کی رحلت

گزشتہ دنوں جمیعت علماً پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی اہلیہ تھیں۔ نیک اور صالحہ اور دین کا جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات عالیہ بلند فرمائے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اراکین مولانا شاہ احمد نورانی سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

مولانا اسعد مدنی کے خلاف پروپیگنڈہ مہم

جمیعت علماً ہند کے سربراہ اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین امیر الہند سید محمد اسعد مدنی دار العلوم دیوبند کانفرنس ہنوں کے لئے تشریف لائے تو لاہور، کراچی، حیدر آباد، ملتان کے بعض مذہبی اجتماعات میں شرکت کی، جس میں علوم نبویہ کی حفاظت اور این جی اوز کی سرگرمیوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے متوجہ کیا کہ علماً کرام کو ان باطل قوتوں کے خلاف متحد ہو کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ مولانا اسعد مدنی کی دینی خدمات کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور جہاد کشمیر کے حوالے سے ان سے جھوٹا بیان منسوب کیا ہے جو بہت ہی قابل مذمت ہے۔

حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم اکابر علماً دیوبند کے سرخیل ہیں ان کے متعلق غلط باتیں سوچنے والا علماً دشمن تو ہو سکتا ہے۔ علماً حق کا نمائندہ یا حمایت کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ ہم ان تمام لوگوں سے برأت کا اعلان کرتے ہیں اور واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا اسعد مدنی نے کشمیر جہاد سے متعلق کوئی بیان نہیں دیا۔ جن لوگوں نے مولانا اسعد مدنی دامت برکاتہم کے خلاف مہم چلائی ہے وہ توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ مولانا موصوف سے معافی بھی مانگیں۔

ضروری اعلان

”آوازِ حق“

مصنفہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ردِ قادیانیت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام ”آوازِ حق“ تھا، اس کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت مرحوم کے ردِ قادیانیت پر مجموعہ رسائل کو شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ شامل کرنا ہے، جس کسی کے پاس ہو، اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

المعارض: (مولانا اللہ وسایا)

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 514122

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح الخالق ﷻ

الخالق ﷻ اسماء الحسنیٰ میں سے ایک ہے۔ جس کا معنی پیدا کرنے والا۔ ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ سے اور اپنی حکمت کے مطابق اپنے ارادہ کے ذریعے وجود بخشنے والا۔ اللہ رب العزت کے آخری پیغمبر رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆...... ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔'' (سورۃ الرعد:۱۶)

☆...... ترجمہ: ''اللہ تمہارا رب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے۔'' (سورۃ الاعراف:۳)

☆...... ترجمہ: ''اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کی مانند۔'' (سورۃ الطلاق:۶۵)

☆...... ترجمہ: ''وہ جس نے موت و حیات کو پیدا کیا۔'' (سورۃ الملک)

☆...... ترجمہ: ''وہی اللہ تو ہے جس نے پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کئے اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:۲۹)

☆...... ترجمہ: ''جس نے سب کو جوڑا جوڑا بنایا۔'' (سورۃ زخرف:۷)

☆...... ترجمہ: ''وہ پیدائش کی ہر ایک حالت کا جاننے والا ہے۔'' (سورۃ یٰسین)

☆...... ترجمہ: ''اس کی پاکی وعظمت تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کررہی ہیں جو آسمان اور زمین میں ہیں۔''

☆...... ترجمہ: ''کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کررہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔'' (سورۃ بنی اسرائیل:۴۴)

☆...... ترجمہ: ''تمہارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے، تخلیق کے کام سے ہم کچھ نابلد نہ تھے۔'' (سورۃ مومنون:۱۷)

دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اور مخلوقات کی طرف سے ہم غافل نہ تھے یا نہیں ہیں۔

اللہ رب العزت خالق بھی ہے اور احسن الخالقین

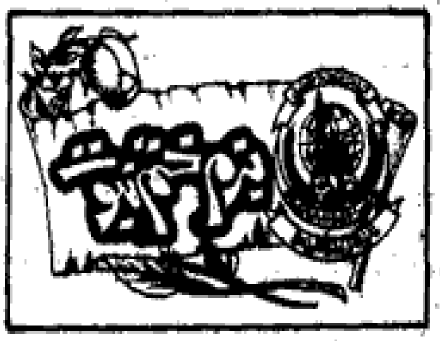

بھی، وہ ماہر خلاق ہے اور سب جاننے والا ہے، تو جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اسی نے زمین کو پھیلایا ایک ڈھنگ سے، اس میں ہر نوع کی شے ٹھیک ٹھیک نپی تلی مقدار کی پیدا کی ہے۔

(الحجرات آیت:۱۹)

اللہ رب العزت نے یہ زمین و آسمان، فضا و خلاء، ستارے اور سیارے، آفتاب و ماہتاب اور کہکشائیں اپنی صفت خالقیہ سے پیدا فرما کر کائنات کو رونق بخشی ہے۔ یہ دنیا رنگ رنگ عجائبات سے معمور ہے اور کائنات کا محور و مرکز یا دولہا انسان کو بنایا جو احسن الخالقین کی احسن تقویم کا مصداق ہے۔ روئے زمین پر تقریباً دس لاکھ اقسام کے جانوروں اور لاکھوں کی تعداد میں پودوں کی خوراک، زندگی ضروریات زندگی بقا اور نسل توازن کو برقرار رکھنا اللہ رب العالمین کی صفت خالق کی مرہون منت ہے۔

سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ میں فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو مٹی کے ست (یا جوہر) سے بنایا۔''

سورۃ السجدہ کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: ''جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی، اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء مٹی کے گارے سے کی۔''

سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۱۴ میں فرمایا کہ:

ترجمہ: ''انسان کو اس (اللہ) نے ٹھیکری جیسے سوکھے گارے سے بنایا۔''

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح پھونکی چنانچہ درج بالا تمام آیات قرآنی کے ترجمہ سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ آدم علیہ السلام اور اس کی مثال سے انسان دوسری مخلوقات سے ارتقاء پذیر نہیں ہوا یعنی یہ ارتقائی عمل سے نہیں گزرا بلکہ اللہ رب العزت نے حکم دیا بن جا اور وہ ہوگیا۔

آج بدقسمتی سے جدید انسان کے ذہن میں ''ڈارون'' کے نظریہ ارتقاء کی فرضی کہانی کو گاڑ دیا گیا ہے، حالانکہ اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اشرف المخلوقات یعنی انسان کے ارتقائی آباؤاجداد مقرر کرنا ایک مضحکہ خیز کم عقلی یا دھوکہ ہے جو عقل و استدلال کے منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

سورۃ حم السجدہ آیت ۴۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اسی (اللہ) کی طرف لوٹایا جاتا ہے، اس وقت کا علم اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اس کے علم کے بغیر۔''

لہٰذا کائنات میں ہر واقع کی بنیاد اور وجہ الخالق جل جلالہ کی پاک ذات اور مرضی ہی ہوتی ہے الخالق

باقی صفحہ 15 پر

تحریر: نعیم صدیقی

حسن کلام نبویؐ

تکلم اور انداز تکلم کسی بھی انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ تکلم انسان کے ایمان، کردار اور مرتبے کو پوری طرح بے نقاب کر دیتا ہے۔ موضوعات اور الفاظ کا انتخاب فقروں کی ساخت، آواز کا اتار چڑھاؤ، لہجے کا اسلوب اور بیان کا زور یہ ساری چیزیں واضح کرتی ہیں کہ متکلم کس پائے کی شخصیت کا علمبردار ہے۔ خاصہ کائنات رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم "وما ینطق عن الھویٰ" کا مصداق تھے اور اللہ رب العزت نے آپ کو عرب کی فصیح ترین زبان سے آراستہ کیا یہی نہیں بلکہ آپ افصح العرب والعجم تھے۔ حسن کلام نبوی کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

تکلم انسان کے ایمان، کردار اور مرتبے کو پوری طرح بے نقاب کر دیتا ہے، موضوعات اور الفاظ کا انتخاب، فقروں کی ساخت، آواز کا اتار چڑھاؤ لہجے کا اسلوب اور بیان کا زور، یہ ساری چیزیں واضح کرتی ہیں کہ متکلم کس پائے کی شخصیت کا علمبردار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور ذمہ داریوں کی نوعیت ایسی تھی کہ ان کا بھاری بوجھ اگر کسی دوسری شخصیت پر ڈالا گیا ہوتا تو وہ تفکرات میں ڈوب کر رہ جاتی، اور اسے خلوت محبوب ہو جاتی، لیکن حضورؐ کے کمالات خاص میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ایک طرف آپ تفکرات اور مسائل مہمہ کا پہاڑ اٹھائے ہوئے ہوتے، اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گزرتے، لیکن دوسری طرف لوگوں میں خوب گھلنا ملنا بھی رہتا اور دن رات گفتگوؤں کا دور چلتا، مزاج کی سنجیدگی اپنی جگہ تھی، اور تبسم و مزاح اپنی جگہ، اضداد میں عجیب توازن تھا، جس کی مظہر حضورؐ کی ذات تھی۔ ایک عالمی تحریک کی ذمہ داری، ایک سلطنت کے مسائل، ایک جماعت اور معاشرے کے معاملات اور پھر اپنے خاصے بڑے کنبے کی ذمہ داریاں، اچھا خاصا پہاڑ تھیں، جنہیں حضورؐ کے کاندھے اٹھائے ہوئے تھے۔

چنانچہ امام حسنؓ اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ کے حوالے سے بتاتے ہیں:

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم متواتر پریشانیوں میں رہتے، ہمیشہ مسائل پر غور کرتے، کبھی آپ کو بے فکری کا لمحہ نہ ملا، دیر تک خاموش رہتے، اور بلا ضرورت فضول بات چیت نہ کرتے۔"

(شمائل ترمذی باب: کیف کان کلام رسول اللہؐ)

لیکن آپؐ ایک داعی تھے اور ایک تحریک کے سربراہ، اس لئے تبلیغ و تعلیم اور تزکیہ اور سیاسی انتظام چلانے کے لئے لوگوں سے رابطہ ضروری تھا، جس کے لئے سب سے اہم ذریعہ تکلم ہے۔ لہذا دوسری صورت حال زید بن ثابت کے الفاظ میں یوں رہتی ہے کہ:

"جب ہم دنیوی معاملات کا ذکر کر رہے ہوتے تو حضور بھی اس ذکر میں حصہ لیتے، جب ہم آخرت پر گفتگو کرتے تو حضور بھی ہمارے ساتھ اس موضوع پر تکلم فرماتے، اور جب ہم لوگ کھانے پینے کی کوئی بات چھیڑتے تو حضور بھی اس میں شامل رہتے۔"

(شمائل ترمذی باب: ما جاء فی خلق رسول اللہؐ)

اس کے باوجود آپؐ نے خدا کی قسم کھا کر یہ اصولی حقیقت بیان فرمائی کہ: "میری زبان سے حق کے ماسوا کوئی بات ادا نہیں ہوتی۔" قرآن نے بھی "وما ینطق عن الھویٰ" کی گواہی دی۔

گفتگو میں الفاظ اتنے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا، بلکہ الفاظ ساتھ ساتھ گنے جا سکتے تھے۔ ام معبد نے کیا خوب تعریف بیان کی:

"گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، الفاظ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ۔ نہ کوتاہ سخن، نہ طویل گو۔"

تاکید، تفہیم و تسہیل حفظ کے لئے خاص الفاظ اور بات کو تین بار دہراتے، بعض امور میں تصریح سے بات کرنا مناسب نہ سمجھتے، تو کنایہ فرماتے۔ مکروہ اور فحش اور غیر حیا دارانہ کلمات سے تنفر تھا۔ گفتگو میں بالعموم ایک مسکراہٹ شامل رہتی۔ عبداللہ بن حارث کا بیان ہے:

"میں نے حضورؐ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا۔"

یہ مسکراہٹ حضورؐ کی سنجیدگی کو خشونت بننے سے بچاتی تھی اور صحابہؓ کے لئے وجہ جاذبیت ہوتی۔ بات

کرتے ہوئے بار بار آسمان کی طرف دیکھتے، گفتگو کے دوران کسی بات پر زور دینے کے لئے ٹیک سے اٹھ کر سیدھے ہو بیٹھتے، اور خاص جملوں کو بار بار دہراتے، حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو تکلم کے ساتھ ساتھ زمین پر ہاتھ مارتے، بات کی وضاحت کے لئے ہاتھوں اور انگلیوں کے اشارے سے بھی مدد لیتے۔ مثلاً دو چیزوں کا اکٹھا ہونا واضح کرنے کے لئے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر دکھاتے۔ کبھی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم آر پار کر کے مضبوطی یا جمعیت کا مفہوم نمایاں کرتے، کسی شے اور سمت میں اشارہ کرنا ہوتا تو پورا ہاتھ حرکت میں لاتے، کبھی ٹیک لگائے اہم معاملات پر بات کرتے تو سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ کی پشت پر انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ تعجب کی موقع پر ہتھیلی کو الٹ دیتے، کبھی سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے، کبھی سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے، کبھی ہاتھ کو ران پر مارتے۔

افصح العرب

قریش مکہ کے ایک مہذب خاندان کا یہ ممتاز فرد بنو سعد کی فضاؤں میں عرب کی فصیح ترین زبان سے آراستہ تو تھا ہی، وحی کی لسان مبین نے حسن گفتگو کو اور بھی صیقل کر دیا تھا، حق یہ ہے کہ حضورؐ افصح العرب تھے۔ حضورؐ کے کلام کا جہاں ادبی معیار بہت بلند تھا، وہاں اس میں عام فہم سادگی بھی تھی، اور پھر کمال یہ کہ کبھی کوئی گھٹیا اور بازاری لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ کبھی مصنوعی طرز کی زبان پسند فرمائی۔ کہنا چاہئے کہ حضورؐ اپنی دعوت اور اپنے مشن کی ضروریات سے خود اپنی ایک زبان پیدا کی تھی، ایک اسلوب بنایا تھا، چنانچہ حضورؐ کے ایک قول (الحرب خدعة) پر بحث کرتے ہوئے ثعلب کا کہنا تھا کہ "ھی لغة النبی" یہ نبی اکرمؐ کی خصوصی زبان تھی۔ بے شمار اصطلاحات بنائیں۔ تراکیب پیدا کیں، تشبیہیں اور تمثیلیں وضع کیں۔ خطابت کا نیا انداز نکالا، اللہ بہت سے مروج الفاظ و اسالیب کو متروک کیا۔ ایک مرتبہ بنو نہد کے لوگ آئے تو گفتگو ہوتی رہی، جس کے دوران میں آنے والوں نے تعجب سے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، ایک ہی مقام میں پرورش پائی ہے، پھر یہ کیا بات ہے کہ آپؐ ایسی عربی میں بات کرتے ہیں جس کی (لغاتوں) کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھ سکتے؟ فرمایا اور خوب فرمایا:

"ان اللہ عزوجل ادبنی فاحسن ادبی، ونشأت فی بنی سعد بن بکر۔"

ترجمہ: "میری لسانی تربیت خود اللہ عزوجل نے فرمائی ہے، اور میرے ذوق ادب کو خوشتر بنا دیا ہے نیز میں نے قبیلہ سعد کی فصاحت آموز فضا میں پرورش پائی ہے۔"

اسی طرح حضرت عمرؓ ایک بار کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے کہ آپؐ فصاحت میں ہم سب سے بالاتر ہیں، حالانکہ آپؐ ہم سے کبھی الگ نہیں ہوئے؟

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

"میری زبان اسماعیلؑ کی زبان ہے، جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے۔ اسے جبرئیلؑ مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کر دی۔" (المواہب اللدنیہ ج ص:۲۵۹)

مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی زبان "معمولی عربی" نہ تھی بلکہ خاص پیغمبرانہ زبان تھی، جس کا جوڑ اسمٰعیل زبان سے ملتا تھا اور جبرئیلؑ جس زبان میں قرآن لاتے تھے وہ بھی وہی پیغمبرانہ زبان تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ امر سامنے رہنا چاہئے کہ اکابر تاریخ خصوصاً انبیاءؑ جو ایک مشن لے کر ماحول سے کشمکش کرتے ہیں، اور ان میں ہر آن سچے جذبات کی موجیں اٹھتی ہیں، وہ بات کرتے ہیں تو اس میں مقصد کی عظمت معنوی گہرائی پیدا کرتی ہے۔ مخلصانہ جذبہ اسے ادبی چاشنی دیتے ہیں اور کردار کی بلندی اسے پاکیزہ بناتی ہے۔

حضورؐ کی امتیازی شان یہ تھی کہ آپؐ کو "جوامع الکلم" عطا کئے گئے تھے۔

خود فرمایا: "اعطیت بجوامع الکلم"

جوامع الکلم حضورؐ کے وہ مختصر ترین کلمے ہیں جو معنوی لحاظ سے بڑی وسعت رکھتے ہیں، کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ معانی پیش کرنے میں حضورؐ اپنی مثال آپ تھے اور اسے خصوصی عطیات رب میں شمار کیا۔ ہم یہاں چند مثالیں بیان کریں گے:

☆..... المرء مع من احب

"آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔"

☆..... اسلم تسلم

"تم اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے۔"

☆..... انما الاعمال بالنیات

"اعمال نیتوں پر منحصر ہیں۔"

☆..... لیس للعامل من عمله الا مانواه

"کسی عمل کرنے والے کو اپنے عمل میں سے بجز اس کے کچھ نہیں ملتا جو کچھ اس نے نیت کی ہے۔"

☆..... الولد للفراش وللعاهر الحجر

"بیٹا اس کا جس کے بستر پر (گھر میں) ولادت پائے اور زانی کے پتھر۔"

☆..... الحرب خدعة

"جنگ چالوں سے لڑی جاتی ہے۔"

☆...... ليس الخبر كالمعاينة

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔"

☆...... المجالس بالامانة

"مجالس کے لئے امانت (رازداری) لازم ہے۔"

☆...... ترک الشر صدقة

"برائی سے باز آنا بھی صدقہ (نیکی) ہے۔"

☆...... سید القوم خادمهم

"قوم کا سردار وہ ہے، جو اس کی خدمت کرے۔"

☆...... کل ذی نعمة محسودا

"ہر نعمت پانے والے سے حسد کیا جاتا ہے۔"

☆...... الکلمة الطیبة صدقة

"حسن گفتار بھی ایک صدقہ (نیکی) ہے۔"

☆...... من لا یرحم لا یرحم

"جو مخلوق پر (خصوصاً انسانوں پر) رحم نہیں کرتا اس پر (خدا کی بارگاہ سے) رحم نہ کیا جائے گا۔"

ارشادات رسالت مآب ﷺ بلحاظ الفاظ اسلوب، بلحاظ روح بالعموم پہچانے جاتے ہیں، اور احادیث اور سیرت کے ریکارڈ میں حضورؐ کے جو اجزائے کلام ہیں، وہ موتیوں کے سے حسن رکھتے ہیں۔ تھوڑے سے الفاظ، ان کا خوش آہنگ کھاؤ، ان میں معنوی گہرائی، دل پر اثر کرنے والی روح اخلاص، کلام نبویؐ کے امتیازات میں سے ہے۔ مناسب ہوگا کہ دو تین پارہ ہائے فصاحت یہاں درج کئے جائیں:

"میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ نظام اجتماعی کے لئے سمع و طاعت کی تاکید کرتا ہوں خواہ (اسے چلانے کے لئے) کوئی حبشی غلام ہی (برسر قیادت) کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے میرے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے، وہ بہت سے اختلافات سے دوچار ہوں گے۔ پس (ایسے حالات میں) تم پر لازم ہے کہ میرے طریقے اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرو، اس کو مضبوطی سے تھامو، اسے داڑھیوں سے پکڑے رکھو، خبردار! دین میں نئے نئے شگوفے چھوڑنے سے پرہیز کرنا، کیونکہ ہر نیا شگوفہ بدعت ہے، اور بدعت گمراہی ہے۔"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

عمر بن عتبہ نے حضورؐ سے کچھ باتیں کیں، جن کے بہت مختصر اگر جامع جوابات حضورؐ نے دیئے۔ اس چھوٹے سے مکالمے کو ملاحظہ فرمایئے:

☆...... اس دعوت وتحریک کے کام میں ابتداءً کون آپؐ کے ساتھ تھا؟

"ایک مرد آزاد (مراد حضرت ابوبکرؓ) اور ایک غلام حضرت بلالؓ۔"

☆...... اسلام کی اخلاقی حقیقت کیا ہے؟

"پاکیزہ گفتار اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔"

☆...... ایمان کا جوہر کیا ہے؟

"صبر اور سخاوت۔"

☆...... کیسا اسلام افضل (معیاری) ہے؟

"اس شخص کا جس کی زبان اور جس کے ہاتھ کی زیادتیوں سے مسلمان محفوظ رہیں۔"

☆...... کیسا ایمان افضل (معیاری) ہے؟

"جس کے ساتھ پسندیدہ اخلاق پایا جائے۔"

☆...... کیسی نماز افضل (معیاری) ہے؟

"جس میں دیر تک عاجزی سے قیام کیا جائے۔"

☆...... کیسی ہجرت افضل (معیاری) ہے؟

"ایسی کہ تم ان چیزوں سے کنارہ کش ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کو ناپسند ہیں۔"

☆...... کیسا جہاد افضل (معیاری) ہے؟

"اس شخص کا جس کا گھوڑا بھی میدان میں مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے۔"

☆...... کون سی گھڑی (عبادت کے لئے) سب سے بڑھ کر ہے؟

"رات کا پچھلا پہر" (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ایک بار دریافت کیا گیا کہ انسانوں کو دوزخ تک پہنچانے کے موجبات زیادہ تر کیا ہیں؟ فرمایا: "الفم والفرج" (روایت ابوہریرہؓ، ترمذی) یعنی دہن اور شرم گاہ۔ دہن سے اشارہ ہے کلام اور طعام، دو چیزوں کی طرف، شرمگاہ سے اشارہ ہے جنسی داعیات کی طرف، یعنی کلام کا فاسد ہونا، روزی کا ناپاک ہونا اور جنسی جذبات کا بے راہ رو ہونا، انسانوں کی عاقبت کو سب سے زیادہ برباد کرنے والا ہے۔ بیشتر جھگڑے اور تصادم اور زیادتیاں اور ظلم بھی انہی خرابیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے ایک بار سوال کیا کہ آپؐ اپنے مسلک کی وضاحت کریں؟ آپؐ نے مختصراً جس فصیح انداز سے جواب دیا اور اس جواب میں اپنے طرز فکر، اپنے کردار اور اپنی روحانیت کی جامع تصویر کھینچ دی، وہ بجائے خود انسانی کلام کی تاریخ میں ایک اعجاز ہے ملاحظہ ہو:

"المعرفة راس مالی والعقل اصل دینی، والحب اساسی، والشوق مرکبی وذکر الله انیسی، والثقة کنزی والحزن رفیقی، والعلم سلاحی والصبر ردائی، والرضا غنیمتی والعجز فخری، والزهد حرفتی والیقین قوتی، والصدق شفیعی، والطاعة حسبی، والجهاد

خلقی وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔"
(روایت حضرت علیؓ "الشفا" از قاضی عیاضؒ)

ترجمہ: "عرفان میرا سرمایہ ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لئے وجہ اعزاز ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری طاقت ہے (لفظاً قوت ہوتو غذا ہے) صدق میرا سفارشی ہے، طاعت میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔"

حسن تمثیل کی بے شمار زریں مثالیں آپؐ کے کلام میں محفوظ ہیں، جن کی مدد سے بڑے بڑے حقائق آپؐ نے بدوؤں کے ذہن نشین کرادیئے ان میں یہاں ایک ہی کو لیجئے:

"مجھے خدانے ہدایت اور علم کا جو کچھ سرمایہ دے کر اٹھایا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ زمین پر موسلا دھار بارش ہو، پھر اس زمین کا جو ٹکڑا بہت زرخیز ہے اس نے پانی کو پوری طرح جذب کیا، اور مرجھایا ہوا سبزہ اس سے تروتازہ ہوگیا، اور نئی بوٹیاں کثرت سے اگ آئیں، پھر زمین کا کچھ سخت حصہ ایسا بھی تھا جس نے پانی کو اندر جمع کر رکھا۔ اور اللہ نے لوگوں کے لئے اس کو مفید بنایا۔ انہوں نے اس کو پیا، پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا، پھر یہ پانی ایک اور قطعہ پر برسا جو چٹیل میدان تھا، اور نہ اس نے پانی جمع کرکے رکھا نہ جذب کرکے روئیدگی دکھائی۔ پس اس میں ایک مثال تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے علم دین میں سوجھ بوجھ پیدا کی اور جو کچھ ہدایت دے کر مجھے اللہ نے اٹھایا ہے اس سے اسے فائدہ پہنچا۔ اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا، دوسری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس دعوت کو سن کر سر نہیں اٹھایا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جو میرے ذریعے بھیجی گئی ہے۔"

آپؐ نے انداز گفتگو کا کوئی عنوان باندھا جاسکتا ہے تو قرآن کے اس جملے سے کہ:

"قولوا للناس حسنا"

ترجمہ: "لوگوں کو حسن تکلم سے خطاب کرو۔"

آپ کا حسن کلام سادگی کی شان لئے ہوئے تھا۔ بناوٹی کلام سے آپ کو بعد تھا فرمایا:

ترجمہ: "تم میں سے قیامت کے روز وہ لوگ مجھ سے انتہائی دوری پر ہوں گے جو بڑے بول بولنے والے، باتونی اور گھمنڈ جتانے والے ہیں۔"

اس طرح آپ کو سنجیدگی اور پاکیزگی کی حدود سے نکل کر تمسخر کے دائرے میں داخل ہونے والی گفتگو سخت ناپسند تھی۔ حضورؐ کے چمن زار میں ہمیشہ تبسم کی شبنم لعانی دکھائی تھی۔ سب سے بڑھ کر خندہ روئی سے آپؐ ہی کا چہرہ آراستہ رہتا تھا، باوجود کہ ذمہ داریوں اور مشکلات مصائب اور ہر آن کی پریشانیوں کے خارزار در پیش تھے۔

خطابت:

تکلم ہی کا ایک اہم جزو خطابت ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم پیغام کے حامل تھے اور اس کے لئے خطابت ناگزیر ضرورت تھی۔ خطابت یوں بھی عربوں کی دولت تھی، پھر قریش تو اس صفت سے خاص طور پر مالا مال تھے۔ عرب اور قریش کے خطیبانہ ماحول سے حضورؐ بہت بلند رہے۔ فریضہ قیادت نے جب بھی تقاضا کیا، آپ کی زبان کبھی نسیم سحری کی طرح، کبھی آب جو کی طرح اور کبھی تیغ برق دم کی طرح متحرک ہو جاتی۔

وعظ و تقریر کی کثرت سے آپؐ نے پرہیز کیا اور معاشرے کی ضروریات اور اس کے ظرف کو دیکھ کر اعتدال سے قوت خطابت کا استعمال کیا۔ مسجد میں خطابت فرماتے تو اپنی چھڑی پر سہارا لیتے اور میدان جنگ میں تقریر فرمانا ہوتی تو کمان پر ٹیک لگاتے، کبھی کبھار سواری پر سے خطاب کیا۔ تقریر میں جسم مبارک دائیں بائیں جھوم جاتا، ہاتھوں کو حسب ضرورت حرکت دیتے، تقریر میں بعض مواقع پر "والذی نفسی بیدہٖ" یا "والذی نفس محمد بیدہٖ" (قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یا محمدؐ کی جان ہے) کہہ کر قسم کھاتے، لہجے میں بھی اور چہرے پر بھی دل کے حقیقی جذبات جھلکتے اور سامعین پر اثر انداز ہوتے۔

اس انسان اعظم کے خطابات دلوں کو ہلا دیتے تھے، ہم یہاں صرف دو مثالیں دیں گے۔ حنین اور طائف کے معرکے کے بعد حضورؐ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو مؤلفۃ القلوب کی قرآنی مد کے تحت نومسلم روسائے مکہ کو اس میں سے بہت سا حصہ دیا تا کہ ان کے دل مزید نرم ہوں اور وہ احسان کے رشتے سے اسلامی ریاست کے ساتھ مربوط تر ہو جائیں۔ انصار میں کچھ لوگوں نے عجیب سے احساسات کی رو دوڑادی، کہا گیا کہ:

"رسول اللہ نے قریش کو خوب انعامات دیئے اور ہمیں محروم رکھا، حالانکہ ہماری تلواروں سے اب تک خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔"

"مشکلات میں ہم یاد آتے ہیں اور مال غنیمت دوسرے لوگ لے جاتے ہیں۔"

یہ چرچے حضورؐ کے کانوں تک بھی پہنچے۔ ایک چرمی خیمہ نصب کیا گیا اور اس میں انصار کا اجتماع بلایا

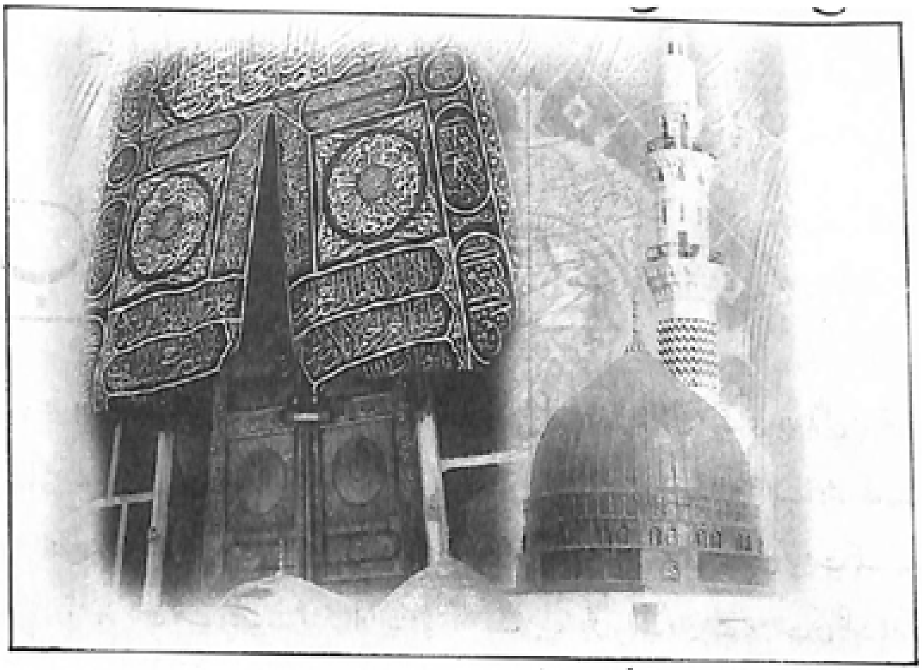

گیا۔حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہی ہیں؟ جواب ملا کہ جو کچھ آپؐ نے سنا وہ صحیح ہے۔مگر یہ باتیں ہم میں سے ذمہ دار لوگوں نے نہیں کہی ہیں۔نوجوانوں نے ایسے فقرے کہے ہیں۔

واقعہ کی تحقیق کے بعد آپؐ نے یہ تقریر کی:

”کیا یہ سچ نہیں ہے کہ پہلے تم لوگ گمراہ تھے،خدا نے میرے ذریعے سے تم کو ہدایت دی؟تم منتشر اور پراگندہ تھے،خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں متحد و متفق کیا؟ تم مفلس تھے،خدا نے میرے ذریعے سے تم کو آسودہ حال کیا؟(ہر سوال پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور رسول کا بہت بڑا احسان ہم پر ہے)۔

”نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمدؐ!تم کو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی،تم کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی،تم جب مفلس ہو کر آئے تھے تو ہم نے ہر طرح مدد کی،تم جواب میں یہ کہتے جاؤ اور میں یہ کہتا جاؤں گا ہاں۔تم سچ کہتے ہو لیکن اے گروہ انصار!کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمدؐ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟“

کلام کا اتار چڑھاؤ دیکھئے!اعجاز خطابت کی اس دھار کو دیکھئے،جو نازک جذبات سے صیقل کی گئی تھی، پھر اس کی روانی دیکھئے!مطالب کے موڑ دیکھئے!پھر یہ غور کیجئے کہ کس طرح خطیب نے بالآخر مطلوبہ کیفیت سامعین میں پوری طرح ابھار دی!انصار بے اختیار چیخ اٹھے کہ:ہم کو صرف محمدؐ درکار ہیں!

ابتدائی دور دعوت میں کوہ صفا کے خطبہ کے علاوہ متعدد بار آپؐ نے قریش کے سامنے تقاریر فرمائی ہیں۔اس دور کے ایک خطبہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

”قافلے کا دیدبان کبھی اپنے ساتھیوں کو غلط اطلاع نہیں دیا کرتا،خدا کی قسم!اگر(بہ فرض محال)میں اور سب لوگوں سے جھوٹ کہنے پر تیار بھی ہو جاتا،تب بھی تم سے غلط بات نہ کہتا۔اگر(بہ فرض محال)میں دوسرے تمام لوگوں کو ہلاکت و خطرے سے دوچار کر دیتا تو بھی تم کو خطرے میں مبتلا نہ کرتا۔اس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں!میں تمہاری طرف خصوصیت سے اور تمام انسانوں کی طرف جامع طور سے خدا کا مقرر کردہ رسولؐ ہوں۔بخدا تم کو لازماً مرنا ہے،جیسے کہ تم سو جاتے ہو،اور پھر مرنے کے بعد تم کو جی اٹھنا ہے،جیسے کہ تم نیند سے بیدار ہو جاتے ہو،تم سے لازماً تمہارے کاموں کا حساب لیا جانا ہے اور تمہیں بھلے کا بدلہ بھلا اور برے کا بدلہ برا ضرور ملنا ہے۔پھر یا تو ہمیشہ کے لئے جنت ہوگی یا ہمیشہ کے لئے دوزخ۔“

کیا ہی سادہ انداز بیان ہے!کتنی عقلی اور جذباتی اپیل ہے!داعی کی خیرخواہی ایک ایک لفظ سے ٹپکی پڑتی ہے،پھر یقین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ چھوٹے سے اس خطبے میں تمثیل کا کام بھی لیا گیا ہے۔ توحید رسالت اور آخرت کی بنیادی دعوت پوری طرح سموئی ہوئی ہے حضورؐ کے معرکۃ الآرا خطبے دو اور ہیں جن میں سے ایک فتح مکہ کے موقع پر اور دوسرا حجۃ الوداع کے موقع پر دیا گیا۔ان خطبوں کا مزاج انتہائی انقلابی ہے۔اور ان میں ایمان،اخلاق اور اقتدار تینوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔حجۃ الوداع کا خطبہ تو گویا ایک دور نو کے افتتاح کا اعلان ہے۔

ضروری اعلان

”آوازِ حق“

مصنفہ:حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے اپنے قیام وکیل کے زمانہ میں ردقادیانیت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام ”آوازِ حق“ تھا،اس کتاب کی ضرورت ہے۔حضرت مرحوم کے ردقادیانیت پر مجموعہ رسائل کو شائع کیا جارہا ہے۔اس کے ساتھ شامل کرنا ہے،جس کسی کے پاس ہو،اطلاع دے کر ممنون و احسان فرمائیں۔

الملتمس: مولانا اللہ وسایا

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت،

حضوری باغ روڈ ملتان۔فون: 514122

تحریر: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری

محبوب قائد و مرشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ۱۸/مئی ۲۰۰۱ء کو ہمارے محبوب قائد اور مرشد، مرشد العلماء شہید اسلام حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کے سانحہ شہادت کو پورا ایک سال ہوگیا ہے، مگر سچ یہ ہے کہ ان کی جدائی کا زخم ہنوز ہرا اور غم فراق تا حال تازہ ہے۔ یقین نہیں آتا کہ ہمارے محسن و مربی ہم سے جدا ہو گئے ہیں؟ نہ معلوم یہ داغ ہائے سینہ کب تک ہرے رہیں گے؟ اور فرقت کی دل دوز ٹیسیں کب تک چرکے لگاتی رہیں گی؟ ایسے لگتا ہے کہ غالباً یہ روگ اب قبر تک ساتھ جائے گا۔ رہ رہ کر جب حضرتؒ کی محبتیں، الفتیں اور شفقتیں یاد آتی ہیں، ان کی دل آویز شخصیت اور مجموعہ محاسن سراپا، آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے، اور ان کا تصور آتا ہے تو چین و سکون کافور ہو جاتا ہے۔ کہنے کو تو حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی ایک انسان ہی تھے اور سچ ہے کہ جو انسان اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے اور ہر ایک متنفس نے موت کا پیالہ پینا ہے، مگر دل مضطر کا کیا کیجئے! اور اسے کس طرح سمجھایئے؟ بھلا وہ سمجھے بھی کس طرح؟ کہ اس کی متاع عزیز لٹ گئی، اس کی دنیا اندھیر ہوگئی، اس کا سرمایہ حیات چھن گیا، اس کا ہادی و مربی اٹھ گیا، اس کی تمام مسرتیں غارت ہو گئیں، محفل ہستی اجڑ گئی اور باغ عالم کا گوشہ گوشہ ویران ہو گیا، اور دل پوچھتا ہے کہ:

اٹھ گیا کون یہ محفل سے کہ جس کے غم میں
در و دیوار سے آتی ہے صدا ماتم کی
سوگ کس کا ہے زمیں اور فلک کو اتنا
اوڑھ رکھی ہے انہوں نے جو ردا ماتم کی

تو بازگشت قلب و جگر نے خود ہی جواب دیا کہ اے نادان! تجھے خبر نہیں؟ کہ انسانیت کی آبرو، عرفان و ایقان کا مجمل، شریعت کا ہادی، طریقت کا رہبر، خانقاہ و مدرسہ کی رونق، جرأت و ہمت کا کوہ گراں، تحریک آزادی کا عظیم رہنما، حب وطن کا بحر مواج، عزم و استقلال کا ہمالہ، حلم و تحمل اور عجز و انکسار کا پیکر، گلستان علم و فضل کا گل سرسبد، جود و سخا کا ابر گہربار، آسمان علم و عمل کا ماہتاب، احقاق حق کا شعلہ فشاں، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق، بارگاہ نبوت کا شیدائی، دنیائے اسلام کا مخدوم، دین حنیف کا مہر منیر، حریم چشت کا چراغ فروزاں، قافلہ ولی اللہی کا حدی خواں، علم و عرفان کا امین، حکمت قاسمی کا ترجمان، تحریک شہیدین کا مخلص کارکن، ارشادات رشید کا شارح، سیاست شیخ الہند کا مناد، اخلاص امدادیہ کا نقش کامل، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کا مدار، شیخ بنوریؒ کا مخلص و معتمد رفیق کار، قلم کی آبرو، مسند حدیث کی زینت اور مسلک اہل سنت کا شارح، عظیم مرد قلندر اٹھ گیا ہے اور حریم نبوت کا پاسبان، اسرار شریعت کا نکتہ رس اور علم و معرفت کا آفتاب دنیا کے افق سے غائب ہو گیا ہے۔

دل کو سکون آئے تو کیسے؟ اس کا اضطراب دور ہو تو کیونکر؟ کہ صرف اس کا ہی نہیں، ملت کا سہارا چھن گیا، مسلمانوں کی ڈھال ٹوٹ گئی اور باطل پرستوں کے خلاف حرکت میں آنے والا قلم اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا اور زبان حق ترجمان قیامت تک کے لئے چپ ہوگئی۔ اب کون ہے جو امت کی شکستہ ناؤ کو سنبھالے؟ اور فتنوں کی یلغار میں مسلمانوں کے وکیل صفائی کا کردار ادا کرے؟ کس سے جا کر کہیں کہ لادینیت کا سیلاب بلاخیز امت کو بہا کر لے جانا چاہتا ہے، اور وہ اس کے سامنے بند باندھنے کی سعی مشکور کرے؟ کس کے سامنے جا کر عرض کریں کہ فتنہ قادیانیت، بہائیت، مہدویت، بابیت، انکار حدیث، تجدد پسندی اور فکری الحاد، امت مسلمہ کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں، اور وہ دلائل و براہین کے اسلحہ سے مسلح ہو کر میدان عمل میں نکل کر انہیں ناکوں چنے چبوائے؟

یا اسفیٰ علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ ہائے افسوس یوسف کارواں رخصت ہوگیا اور پوری ملت کو بے یار و مددگار کر گیا۔ کسی شاعر کے بقول:

الکرب مجتمع و الصبر مفترق
القلب محترق و الدمع مستبق

(غم مجتمع ہیں اور صبر منتشر ہے دل جل رہا ہے اور آنسو بے اختیار جاری ہیں)

مگر بایں ہمہ سکون و اطمینان کی ایک کرن نظر آتی ہے اور وہ ہے حضرت شہیدؒ کی ہمہ گیر تعلیمات اور ان کی ہمہ جہت تصنیفات، جن کو دیکھ کر ڈھارس سی بندھتی ہے کہ جب تک امت آپ کی ان تعلیمات و

تصنیفات کو اپنے سینے سے لگائے رکھے گی، ان سے راہ نمائی حاصل کرتی رہے گی وہ اغوائے شیطانی سے محفوظ رہے گی۔

بحمداللہ حضرت شہیدؒ نے اپنی چند روزہ حیات مستعار میں جہاں دوسرے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے وہاں انہوں نے امت کی راہ نمائی کے لئے بہترین تصنیفات کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ آپؒ نے فتنہ قادیان سے لے کر دور حاضر کے مسیلمہ کذاب گوہر شاہی تک تمام طالع آزماؤں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور ان کا بھرپور تعاقب کیا۔ قرآن وسنت اور اکابر امت کی تصریحات کی روشنی میں امت مسلمہ کی بھرپور راہنمائی فرمائی۔

ناموس رسالت پر سارقین نبوت نے نقب لگانے کی کوشش کی تو انہوں نے نہایت متانت، سنجیدگی اور دل سوزی کے ساتھ امت مسلمہ کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا اور اس سلسلہ میں مناظرے، مباحثے، مباہلے اور دور دراز اسفار کئے، عدالتوں کے چکر لگائے، وکلاء کو تیار کیا، مقالات ومضامین اور رسائل و کتب تصنیف کیں، جن کا ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ تردید قادیانیت کے موضوع پر آپ کی تحریروں کو یکجا کر کے تحفہ قادیانیت کے نام سے مرتب کرلیا گیا ہے، جس کی تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں، چوتھی طباعت کے مرحلہ میں ہے، پانچویں زیر ترتیب ہے۔ آپ کی تصنیف ”تحفہ قادیانیت“ کو اگر تردید قادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیونکہ قادیانیت کے دجل و فریب پر مبنی کوئی ایسا اشکال نہیں ہے جس کا جواب اس کتاب میں موجود نہ ہو۔

اس کتاب کی افادیت نفع رسانی اور مقبولیت عنداللہ کا یہ عالم ہے کہ اس سے ہزاروں قادیانیوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اور بیسیوں ہی لوگوں کے ذہنوں سے قادیانیت کے مذموم اثرات زائل کرنے کا سبب بنی۔ بحمداللہ آج تک کسی قادیانی بزرجمہر کو اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

جب حضرات صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس، ان کی عدالت وثقاہت کی بات آئی اور حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کے حدود اربعہ بیان کرنے کا مرحلہ آیا اور قرآن کریم کی صیانت وحفاظت کو چیلنج کیا جانے لگا تو حضرت شہیدؒ کا قلم حرکت میں آیا اور آپ نے اپنی مایہ ناز کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم میں مستقل عنوان قائم کرکے واضح کیا کہ جو لوگ حضرات صحابہ کرامؓ پر اعتراض کرتے ہیں وہ صحابہ کرامؓ پر نہیں، تربیت نبوتؐ پر حملہ آور ہیں۔ اس پر آپ کے خلاف عدالت میں مقدمہ کیا گیا اور الزام لگایا گیا کہ موصوف کی تحریر دل آزار ہے۔ لیکن چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ کل کے مدعیوں کو اللہ کی زمین پر منہ چھپانے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

اسی طرح اس کتاب کے متعلقہ باب کے بعض مسائل کے خلاف ایک عالم دین نے احتجاج کیا کہ آپ نے ہمارے خلاف غلط اتہام باندھا ہے اور جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے گئے ہیں، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت شہیدؒ نے نہایت حزم و احتیاط اور اعتدال سے ان کے خط کا جواب لکھا، اور چہ صد صفحات کی کتاب تیار فرماکر ان کی خدمت میں بھیجتے ہوئے انہیں باور کرایا کہ ہم آپ کو سچا سمجھیں یا آپ کے اکابر کی ان متواتر روایات وعقائد پر مبنی کتابوں کو جن میں یہ عقائد درج ہیں؟ اور واضح کیا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے آپ کے اکابر کی ہی تصریحات ہیں۔

جب دین کے نام پر بے دینی، شریعت کے نام پر جہالت اور سنت کے نام پر بدعت کو رواج دینے کی کوشش کی گئی تو آپ نے نہایت سلیقہ سے اپنی مایہ ناز کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ٹھوس دلائل اور قرآن و سنت کی براہین قاطع کو فیصل قرار دیتے ہوئے غلط عقائد کا پردہ چاک کیا اور شاہراہ حق وصداقت پر چلتے ہوئے ان ناہموار پتھروں کو ہٹا کر بروقت امت کی دستگیری فرمائی۔

جب فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں دین حنیف کے مقابلہ میں اکبر بادشاہ کے طرز کا دین الٰہی ایجاد کرنے کی کوشش کی گئی اور ڈاکٹر فضل الرحمن نے دین ومذہب پر الحاد وزندقہ کا تیشہ چلانے کی کوشش کی تو ہمارے مرشد ومربی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اس کے خلاف کھلا اعلان جنگ کیا اور انہوں نے اپنے اشہب قلم سے اس فتنہ کو کیفر کردار تک پہنچایا بلکہ اسے وہاں دفن کیا جہاں سے وہ برآمد ہوا تھا۔ بحمداللہ دور حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار نامی کتاب میں آپ کے وہ تمام مضامین آج بھی تر وتازہ ہیں جن کے ایک ایک حرف سے ان کے اخلاص و للہیت اور دین وملت سے وارفتگی ٹپکتی ہے۔

گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے نہایت زور وشور سے ہند وپاک میں اسلاف بیزاری کی تحریک برپا کی گئی اور قرآن وسنت کے نام پر قرآن وسنت کا مذاق اڑایا گیا اور پوری امت کی تجہیل وتفسیق کی گئی بلکہ اپنے علاوہ پوری امت کو بے دین اور کافر ومشرک ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی اور کہا گیا کہ قرآن و سنت کو صرف اور صرف ہم ہی نے سمجھا ہے اور ہماری تحقیق ہی لائق اعتماد اور قابل عمل ہے، جو لوگ ائمہ اربعہ کی تحقیق کو بلا چوں وچرا مانتے اور اس پر عمل

کرتے ہیں وہ مشرکین مکہ کی مانند اپنے آباؤ اجداد کے پیروکار اور اکابر پرست ہیں۔ ان کی کوئی نماز، روزہ اور عبادت قابل قبول نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ نام نہاد دین کے ان ٹھیکہ داروں کی اس غلط روش سے امت مسلمہ نہایت ہی کرب و اضطراب کا شکار ہوگئی اور نوجوان نسل قرآن و حدیث کے خوشنما عنوان سے دین و مذہب اور اکابر علمائے امت پر زبان طعن دراز کرنے لگی تو آپ نے مسلک اعتدال کی نشاندہی کرتے ہوئے ان فتنہ گروں کے ایک ایک سوال کا نہ صرف جواب دیا بلکہ قرآن و سنت، اکابر صحابہ کے قول و عمل اور حضرات اہل تحقیق کی تصریحات کی روشنی میں ان کے اٹھائے ہوئے پراپیگنڈہ کا نہایت شافی اور مدلل جواب دیا اور ''اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ دوم'' کی شکل میں بہترین دستاویز مرتب فرمائی۔

اس امت مرحومہ کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ اسے ہمیشہ دین کے نام پر بے دینی کے جہنم میں جھونکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ دور حاضر کے ایک نام نہاد محقق ''مولانا'' نے جب دین کو جدت پسندی کی بھٹی میں ڈال کر اس پر اپنی تحقیقات کا رندہ چلایا، اور حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر ذات انبیا کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا تو حضرت شہیدؒ کی غیرت ایمانی نے ان نفوس قدسیہ کے دفاع میں وہ جوہر دکھائے کہ اس فتنہ سے متاثر افراد کو اپنے پیشوا کے ایمان میں شک ہونے لگا۔ حضرت شہیدؒ نے ان عبارتوں کو نقل کرکے دعوت انصاف دی کہ اگر بالفرض موصوف کی انہی عبارتوں سے حضرات صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ اور انبیائے کرام کے نام ہٹا کر خود مولانا موصوف، ان کے رفقائے کار اور ان کی زوجہ محترمہ کا نام لکھ دیا جائے تو ان کو ناگواری تو نہیں ہوگی؟ اگر یہ مولانا موصوف، ان کے رفقائے کار اور ان کی زوجہ محترمہ کی توہین متصور ہوتی ہے تو حضرات صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ اور حضرات انبیائے کرامؑ کے حق میں کیونکر گستاخی اور سوء ادب نہیں ہے؟ اور واضح کیا کہ ان انفاس قدسیہ کی توہین و تنقیص اور نور ایمان دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔

''پرانے شکاری نیا جال'' کے مصداق جب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت نے پرانا نام بدل کر ''دین دار انجمن'' کے عنوان سے امت مسلمہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے قدموں میں لا ڈالنے کی سازش کی تو حضرت شہیدؒ نے ان کی سازشی چال اور دین و مذہب کی حقیقت حال سے نقاب اٹھائی، اور ان کے عقائد کا حدود اربعہ بیان کیا، اور امت کو یہ بتایا کہ بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا تمہارے دین و ایمان کو غارت کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ تاریخی تسلسل اور حقائق کی روشنی میں دین دار انجمن کے بانی کی مرزائیت کو ثابت کرتے ہوئے امت کو ان کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مانند ملا محمد اٹکی نے نعوذ باللہ نبی، رسول اور سید المرسلین ہونے کا دعویٰ کیا تو کچھ ازلی بدبختوں نے اسے سچا مان کر اس کی اتباع شروع کردی اور اپنے آپ کو ذکری کہلانے لگے، حالانکہ ان کے دین و مذہب کی کوئی شے بھی اسلام سے میل نہیں کھاتی، کیونکہ انہوں نے اپنا کلمہ، نماز، حج، زکوٰۃ، غرض پورا کا پورا دین خود تصنیف کرلیا، اور مسلمانوں کو عریانیت و فحاشی کے لالچ میں مرتد کرنے کے درپے ہوئے تو حضرت شہیدؒ نے ذکری فرقہ کے عقائد کو خود ان کی کتابوں سے ثابت کرکے امت کو گمراہی کے غار میں گرنے سے بچایا۔

انکار حدیث، الحاد و دین کی خطرناک تحریک اور سازش ہے مگر بھولے بھالے مسلمان ان کو بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ اور ان کی ہی ایک جماعت تصور کرتے ہیں۔ منکرین حدیث کی دعوت اہل القرآن کے خوشنما دعوے سے سینکڑوں سینوں سے نور ایمان نکل گیا اور وہ قرآن کے نام سے دین سے انکاری ہوگئے۔ قریب تھا کہ افراد امت جہنم کا ایندھن بن جاتے اور انکار حدیث کو دین کے نام پر قبول کرلیا جاتا، مگر اس مرد قلندر نے اپنے اسلاف اکابر کی اتباع میں اس فتنہ کا تعاقب کیا اور حجیت حدیث پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے اور امت کو باور کرایا کہ یہ بحث کہ حدیث حجت ہے یا نہیں؟ غیرت ایمانی کے خلاف چیلنج ہے کہ نعوذ باللہ اس سوال کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اعتماد یا عدم اعتماد کا فیصلہ طلب کرنے کے لئے امت کی عدالت میں لے آئیں۔ چنانچہ حضرت کے اس پرزور تعاقب سے ہزاروں مسلمانوں کے دین و ایمان کی متاع لٹنے سے بچ گئی۔

قرامطہ تحریک ایک پرپیچ باطنی تحریک ہے جو دراصل یہودیت کا تسلسل ہے۔ اس کے خلاف کام کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ ماضی میں جن علمائے امت نے ان کے خلاف کام کیا انہیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا، مگر حضرت شہیدؒ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر نہ صرف ان کے عقائد کے خلاف لکھا بلکہ ان کے خفیہ عزائم اور سفاکانہ کردار سے پردہ اٹھایا اور باور کرایا کہ اس تحریک کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

سید محمد جونپوری نے مہدی آخر الزمان ہونے کا دعویٰ کیا اور کچھ سرپھروں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی، جبکہ مہدی آخر الزمان کی ایک ایک نشانی حتیٰ کہ ان کے نسب نامہ کا تفصیلی ذکر احادیث میں موجود ہے۔ آپؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ تالیف فرماکر امت کی راہنمائی فرمائی اور فرقہ مہدویہ اور سید محمد

جونپوری کی مذہبی حیثیت کو اجاگر کرکے قلمی جہاد فرمایا۔

کچھ لوگوں نے حضرات خلفائے اربعہؓ بلکہ پوری جماعت صحابہ کرامؓ کی توہین وتنقیص کو اپنا دین و ایمان اور زندگی کا مشغلہ بنالیا ہے تو کچھ دوسروں نے حضرات اہل بیتؓ، خصوصاً حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی شان میں گستاخی کو اپنا شعار بنالیا، جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت لائق احترام اور قابل تقلید ہے، ان میں سے کسی کی توہین وتنقیص موجب ہلاکت اور باعث خسران ہے۔ چنانچہ حضرت شہیدؒ نے ان ہر دو انتہاپسند طبقوں کے خلاف آواز اٹھائی اور خارجی ٹولے کے خلاف نہایت عمدہ اور واضح طریق پر حقائق کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ یہ انصاف نہیں کہ اگر کوئی شخص صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت کو کافر کہے تو اس کے جواب میں تم ان کے دھڑے کے صحابہ کرامؓ کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بناؤ۔ اگر وہ بے دینی ہے تو یہ بھی اسلام نہیں۔

بہاء اللہ ایرانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور چند ایک مرید بھی پیدا کرلئے جو آج تک بہائیت کے نام سے ایران میں پائے جاتے ہیں۔ اندیشہ تھا کہ بہائی اسلام کے نام پر مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس لیں گے۔ چنانچہ آپ نے بہائیت کے خلاف بھی قلم اٹھایا تاکہ بہائی، مسلمانوں کے دین وایمان سے نہ کھیل سکیں۔

صلح بیزاری کی ایک نئی تحریک جس نے اپنے تمام پیش روؤں کو مات کردیا ہے، نعوذباللہ وہ اپنے علاوہ پوری ملت اسلامیہ کو کافر کہتی ہے، حضرت شہیدؒ نے اس تحریک کے خلاف حقائق کشا کتاب مرتب کرائی اور خود اس کا پیش لفظ لکھا اور واضح کیا کہ نام نہاد مسلمین کی اس جماعت کا طائفہ منصورہ سے کوئی واسطہ نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے آج سے سو سال پیشتر ادعائے نبوت کا جو بدبودار پودا کاشت کیا تھا آج وہ برگ وبار لانے لگا ہے اور مرزا غلام احمد کی روحانی اولاد نے اسے کھینچ کھینچ کر یہاں تک پہنچادیا کہ اس کی چھاؤں میں بیٹھ کر انہوں نے اجرائے وحی تک کا دعویٰ کردیا مگر اس چابکدستی سے کہ انہیں کوئی مدعی نبوت نہ سمجھے۔ دور حاضر کے اس عیار فتنہ کا نام محمد شیخ کا فتنہ ہے جو قرآن کے نام پر مسلمانوں کے دین وایمان کو غارت کررہا ہے۔ حضرت شہیدؒ نے اس فتنہ کے خلاف بھرپور انداز میں رد لکھا اور واضح کیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے، اس کے عقائد اسلامی نہیں بلکہ قادیانی ہیں۔

مرزا غلام احمد کے بروز گوہر شاہی نے نبوت و رسالت اور مہدی معہود کے قدآور مناصب کو دیکھا تو اس کے منہ میں پانی آگیا، چنانچہ اس نے بھی نبوت و رسالت اور مہدی کے بلند وبانگ دعوے کئے اور امریکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا ڈھونگ رچایا تو حضرت شہیدؒ نے اس کا بھرپور تعاقب کیا اور اس کے عقائد آشکارا کئے، فتاویٰ لکھے اور عدالتوں تک اس کا تعاقب کرکے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

الغرض دین کا کوئی شعبہ اور تردید باطل کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے، جہاں آپؒ کی لازوال خدمات اور کارنامے نہ ہوں۔ دوسری طرف درس وتدریس، وعظ وبیان اور سلوک واحسان کی لائن میں آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ قریب قریب ان کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ☆☆.........

بقیہ: توضیح وتشریح

جل جلالہ ہی سلسلہ وار ماں کے رحم میں موجود تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے ایک آغاز سے دوسرے کی طرف۔ کسی بھی صناعی کو دیکھ کر انسان کا دھیان اس کے صانع کی طرف جاتا ہے، مثلاً ایک میز کو دیکھ کر دھیان اس کے بنانے والے بڑھئی کی طرف جاتا ہے۔ بڑھئی کو خالق نہیں کہہ سکتے، اس لئے کہ جن اسباب کو بروئے کار لاکر میز تیار کیا گیا وہ اسباب الخالق جل جلالہ نے ہی پیدا فرمائے اگرچہ اللہ رب العزت نے عمل تخلیق کو اسباب کا مرہون منت بنادیا ہے، مگر حقیقی خالق تو وہی الخالق جل جلالہ ہی ہے۔ انسان نے علم وعقل جستجو محنت اور تحقیق اور شب وروز کی کاوش اور جدوجہد سے لوہے سے انجن اور ہوائی جہاز وغیرہ بنائے تو مسبب اسباب رب جو "الخالق" ہے کے اسباب کو ہی استعمال میں لایا ہے۔

عصر حاضر میں جدید عجیب وغریب ایجادات نے انسان کو حیران کررکھا ہے، لیکن بصارت وبصیرت سے کام لیا جائے تو بعید نہیں کہ انسان الخالق جل جلالہ کی تخلیق وقدرت کو دیکھ کر پکار اٹھے:

"فتبارک اللہ احسن الخالقین"

جب انسان بنظر غور دیکھتا ہے اس کی نظر درماندہ ہوکر واپس لوٹ آتی ہے۔

اے خالق جل جلالہ:

تو روشنی ہے تیرا ہر اک نام روشنی
اللہ و نور و خالق و قسام روشنی
سب کسب فیض کرتے ہیں تیرے ہی نور سے
ناقص ہے سب کی، تیری فقط تام روشنی
کتنا جمیل ہوگا وہ خود جس نے دوستو!
دی ہے بطور بخشش و انعام روشنی
یہ فیض نور ارض و سماوات ہی تو ہے
جو مل رہی ہے ہم کو بہرگام روشنی
ذرا
عطا کی زندگی ہر چیز کو رب علیٰ تو نے
بنائے وہ جہاں اے خالق ارض سما تو نے

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک، گوجر خان

قادیانی جماعت کے بزرگانہ جھوٹ

قادیانی جماعت میں ایک قادیانی کی حیثیت سے گزارے ۴۰ سالوں میں مسلسل جماعتی عہدیداروں، مربیوں کے ذریعہ جھوٹ کے خلاف نفرت کا تاثر ملتا رہا، صدہا لیکچرز میں مسلمان علماء، دانشوروں کے بیانات میں سے جھوٹ تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ مذمت کی جاتی رہی ہے۔ جس سے یہ یقین ہو چکا تھا کہ ہر قادیانی جھوٹ سے سخت نفرت کرتا ہے، بلکہ نوجوانوں (خدام الاحمدیہ) کو پانچ نکات پر مشتمل ایک تربیتی پروگرام بھی دیا گیا تھا، جو قادیانی جماعت کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر سامنے آیا، اس میں بھی ایک نقطہ جھوٹ سے نفرت کا تھا۔

دوسری طرف جب جماعتی عہدیداروں اور مربیوں کے کردار کو دیکھیں تو سخت مایوسی ہوتی ہے، مگر اس وقت عہدیداروں اور مربیوں کے سردار یعنی قادیانی جماعت کے سابق سربراہ مرزا ناصر احمد کے حوالے سے چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں، جنہیں میں بھی اپنے دور میں "خلیفہ وقت" سمجھا کرتا تھا، اور ان کی وفات تک اسی اعتقاد پر تھا۔ یہ اسی عقیدت کا نتیجہ تھا جو ہر قادیانی بچے کے دل و دماغ میں بٹھائی جاتی ہے کہ "خلیفہ وقت" خدا کے نمائندہ ہیں۔ اگر آپ کے سر میں درد ہے تو دعا کے لئے خلیفہ کو خط لکھیں، اگر امتحان دینا ہے تو خلیفہ کو خط لکھیں، اگر ایک عورت کا اپنے خاوند سے جھگڑا ہے تو وہ خلیفہ کو خط لکھے اور اگر کسی مرد کا اپنی بیوی، ماں، بہن سے کوئی اختلاف ہے تو وہ "حضور" (خلیفہ) کو خط لکھے گا۔ یہ عقیدت اب اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ اب اگر خلیفہ جماعت کو بتائے کہ جھوٹ نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے تو دوسرے دن قادیانی بلا جھجک جھوٹ کو "مذہبی شعار" کے طور پر اپنا لیں گے، کسی میں اختلاف کی گنجائش نہ ہوگی۔ تاہم تحریر جھوٹ کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ ابھی زبانی مذہبانی طور پر اسے قابل مذمت ہی سمجھا جاتا ہے، البتہ ذیل کی تحریر کے بعد اکثر قادیانی جھوٹ کو جائز سمجھنا شروع ہو جائیں گے۔

قومی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو طلب کیا گیا اور ۱۱/دن تک قادیانی جماعت کے عقائد اور موقف کے بارے میں بحث ہوتی رہی۔ قادیانی جماعت کو اپنا مکمل موقف بیان کرنے کا موقع ملا۔ مرزا ناصر احمد کے ساتھ مرزا طاہر احمد (موجودہ سربراہ) اور دوست محمد شاہد تھے۔ باقی دو افراد اب فوت ہو چکے ہیں۔ کل پانچ افراد پر مشتمل وفد ۱۱/دن تک قادیانی جماعت کا موقف بیان کرتا رہا، اسمبلی کی کارروائی ۲۰ سال کے لئے پابندی کے نیچے آ گئی۔ ۲۰ سال بعد اسے ایک کارز سے (بالواسطہ) شائع کیا گیا، چند اقتباسات حاضر ہیں:

قادیانی جماعت کی تعداد کے بارے میں اٹارنی جنرل استفسار کرتے ہیں:

"اٹارنی جنرل: آپ کی تعداد کتنی ہے؟

مرزا ناصر: ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تبلیغ کا کام پاکستان یا انڈیا میں ہے یا باہر بھی؟

مرزا ناصر: ہم ہر جگہ پیار و محبت کا پیغام دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: باہر آپ کے پیار و محبت کو جس نے قبول کیا وہ کتنے ہیں؟

مرزا ناصر: تعداد کا ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو شامل ہوا ہے کوئی فارم دیتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی! بیعت فارم۔

اٹارنی جنرل: ان کی تعداد؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: پچھلے بیس سالوں میں کتنے قادیانی ہوئے؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو آپ کا ممبر بنے اس کا ریکارڈ؟

مرزا ناصر: نہیں رکھتے ریکارڈ۔

اٹارنی جنرل: کوئی رجسٹر بھی؟

مرزا ناصر: میرے علم میں نہیں ہے، بیعت فارم کو شمار کرتے ہیں، یہ بھی میرے علم میں نہیں ہے۔"

(تاریخی دستاویز ۱۹۷۴ء صفحہ ۲۱)

قارئین! غور فرمائیں قادیانی جماعت کے

سربراہ مرزا ناصر احمد فرمارہے ہیں کہ ہم تعداد کا ریکارڈ نہیں رکھتے، حالانکہ یہ سراسر خلاف حقیقت بات ہے۔ کیونکہ ہر سال باقاعدہ قادیانی جماعت کی ہر ذیلی تنظیم کی "تجنید" تیار کی جاتی ہے، جس میں ہر رکن کا نام، عمر، ولدیت، تعلیم، پیشہ اور دیگر بہت سے کوائف درج کرکے مرکز (چناب نگر، ربوہ) میں بھیجے جاتے ہیں۔ ہر سال تجنید کی تیاری میں خصوصی توجہ دی جاتی ہے، جو جماعتی یونٹ، یہ تجنید نہ بھیجا سے ریمائنڈر بھیجے جاتے ہیں اور مجلس عاملہ کے اجلاس میں سرزنش کی جاتی ہے اور پابند کیا جاتا ہے کہ جلد از جلد بھیجے۔ اس طرح ایک سال کے اندر نئے بچے بھی درج ہوتے ہیں اور اس حلقہ میں کسی دوسرے شہر سے آنے والے نئے افراد اور اس حلقہ سے جانے والے قادیانی افراد کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح پورے ملک کے ہر قادیانی بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت کے مکمل کوائف ہر سال کے آخری دو ماہ میں مکمل کیے جاتے ہیں، اور یوں پورے ملک کے کل قادیانی مرد و زن کی تعداد بمعہ کوائف محفوظ ہو جاتی ہے، جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ جسے قادیانی "خلیفہ وقت" پکارتے ہیں کہ: "ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔"

قادیانی حضرات! ذرا غور فرمائیں کہ آپ کے سربراہ (قادیانی افراد کے سربراہ) کیا فرما رہے ہیں؟ اگر ریکارڈ نہیں رکھتے تو تجنید کیا ہے؟ یقیناً آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ "خلیفہ وقت" جھوٹ بول سکتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں یا "راہ پیا" جانے یا "واہ پیا" جانے۔ جب تک آپ کو "راہ" یا "واہ" نہیں پڑتا آپ بھی سمجھیں گے۔ ایسی صورت میں ایک قادیانی دل کو کیسے تسلی دے گا؟ وہ میں بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے اس قادیانی جماعت میں چالیس سال گزارے ہیں اور "خلیفہ وقت" کو ہر "قادیانی" کی طرح خدا سے زیادہ عزیز اور قریب کیا جاتا ہے، اس وقت میرا بھی ایک قادیانی کی طرح یہ ایمان تھا کہ اگر کوئی مشکل یا پریشانی ہو تو "حضور" کو خط لکھتا ہے، جب خط لکھ کر پوسٹ کر دیا تو سمجھ لیا کہ ایک مشکل ختم ہو گئی، بلکہ صرف خط لکھنے کا ارادہ کرنے پر ہی "معجزات" کے وقوع پذیر ہونے پر "بالاتفاق" یقین تھا۔

درج بالا صورت میں ایک مذکورہ قادیانی سوچے گا کہ حضور پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ریکارڈ تو رکھا جاتا ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، فرار کا راستہ صرف یہی ہے کہ حضور نے ایسا کہا ہی نہیں ہوگا۔ اب آپ لاکھ دلائل دیں، ان کی ریکارڈ شدہ آواز بھی سنا دیں تو وہ کہیں گے کہ: "یہ ان کی آواز ہی نہیں۔" آپ قومی اسمبلی کے تمام ممبران کے تصدیقی دستخطوں سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے یہ کہا تھا، تو قادیانی کہہ دیں گے کہ یہ سب مخالف تھے اسی لئے الزام لگا رہے ہیں۔

"میں نہ مانوں گا" کا بہترین نظارہ اس کارروائی (قومی اسمبلی کی مذکورہ کارروائی) کو پڑھ کر کیا جاسکتا ہے، مثلاً مرزا ناصر احمد نے اس سوال پر کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں؟

اس کا جواب گول مول کرتے، کئی دن لگا دیے اور ایک سو سوالوں کے بعد بھی ممبران کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں؟

اپنے اس رویہ سے انہوں نے ممبران کو سخت زچ کیا اور ان کو اپنے خلاف کر لیا، بجائے اس کے کہ ان کو قائل کرتے، ان کو اپنے خلاف کر لیا، ان سوالوں کے عجیب و غریب جواب دینے پڑے، نئی اصطلاحیں اور کافر کی نئی نئی قسمیں سامنے آئیں جو ابھی تک قادیانیوں کو بھی معلوم نہیں۔ (اس پر بات کسی اور مضمون میں ہوگی)

مرزا ناصر احمد کہتے ہیں کہ جو آدمی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے یا بیعت کرتا ہے، اس کا ریکارڈ نہیں رکھتے، یہ بھی سراسر خلاف واقعہ بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر نئے قادیانی کا بیعت فارم مکمل کوائف کے ساتھ مقامی امیر جماعت یا صدر جماعت کی تصدیق اور ریمارکس کے ساتھ مرکز میں جاتا ہے، اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے، مجھے یاد ہے ہر جلسہ سالانہ کے دوسرے دن "حضور" اپنے خطاب میں قادیانی جماعت کی کارگزاری سناتے وقت تھرپارکر، کنری سندھ کے علاقے میں ہندوؤں میں تبلیغ کے ثمرات کا ذکر کرتے وقت تعداد بتایا کرتے تھے، پورے پاکستان کی کل بیعتوں کا اس لئے ذکر نہ ہوتا تھا کہ اس کی تعداد بہت مایوس کن ہوتی تھی، قادیانی جماعت ریکارڈ رکھنے میں بھی اپنا ایک "ریکارڈ" رکھتی ہے، بلکہ جب مرزا ناصر احمد خلیفہ بنے تو تمام قادیانیوں نے ان کی نئے سرے سے بیعت کی (باقاعدہ بیعت فارموں پر) اور جب ۱۹۸۲ء میں مرزا طاہر احمد نے "اقتدار" سنبھالا تو پھر پوری قادیانی جماعت نے باقاعدہ بیعت فارموں پر بیعت کی جس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جب مرزا طاہر احمد پاکستان سے خفیہ طور پر نکل کر انگلینڈ چلے گئے تو ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۲ء تک ہر سال "قادیانی جماعت" کو یہ خوشخبری سنایا کرتے تھے کہ اس سال بیعتوں کی تعداد پچھلے سال سے ڈبل ہے، نعرے لگ جایا کرتے تھے مگر تعداد معلوم نہ ہوتی تھی۔ ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۲ء تک ڈبل کرتے کرتے ۱۹۹۳ء میں دو لاکھ بیعتوں کا اعلان کیا گیا، اس کا مطلب ہے ۱۹۸۵ء کے قریب بیعتوں کی تعداد ایک ہزار سے کم تھی، اسی لئے تو بتاتے نہیں تھے، اور جب تعداد زیادہ ہوئی تو فخر سے بتانے لگے، بہر حال ریکارڈ نہ رکھنے والی بات بزرگانہ جھوٹ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ قومی اسمبلی کی کارروائی میں ایک اور دلچسپ صورت حال ملاحظہ فرمائیے:

مرزا ناصر احمد: "الفضل" ہمارا اخبار نہیں، قادیانی جماعت کے کسی خلیفہ کا نہیں۔

اٹارنی جنرل: قادیانی جماعت کا اخبار؟

مرزا ناصر احمد: قادیانی جماعت کا بھی نہیں بلکہ قادیانی جماعت کی ایک تنظیم کا ہے۔

اٹارنی جنرل: ان کی آواز ہے، ان کی رائے دیتا ہے، ان کی طرف نہیں؟

مرزا ناصر احمد: یہ خلیفہ کی آواز نہیں، "الفضل" قادیانی جماعت کی آواز نہیں۔

اٹارنی جنرل: یہ تو بڑا اچھا ہے، آپ ایسا کہہ دیں، ہم تو سارا جھگڑا ہی "الفضل" سے کر رہے تھے۔

مرزا ناصر احمد: بالکل نہیں جماعت کا پھر تو سارا جھگڑا ہی ختم ہوگیا۔

اٹارنی جنرل: کس جماعت کا ہے؟

مرزا ناصر احمد: کسی جماعت کا نہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کی جماعت کی آواز۔

مرزا ناصر احمد: وہ نہ جماعت، نہ میری آواز ہے، کچھ حصہ آواز کا نقل کرتا ہے، میری آواز کیسے بن گیا؟

اٹارنی جنرل: آپ سوچ لیں کہ کل آپ کی جماعت کو یہ معلوم ہوا، آپ نے یہ جواب دیا تو پھر......

(تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۹۸۳،۱۹۸۲)

قادیانی حضرات! ذرا غور فرمایئے کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ "خلیفہ وقت" کیا فرما گئے ہیں کہ: "الفضل قادیانی جماعت کا اخبار ہی نہیں" یہ انکشاف انہوں نے ۲۶ سال پہلے کیا، مگر ہمارے علم میں اب آرہا ہے، حالانکہ قادیانی جماعت کے سوفیصد "دیوانے" اسے قادیانی جماعت کا اخبار ہی سمجھتے ہیں۔

قادیانی جماعت کی طرف سے "خلیفہ وقت" کی بار بار ہدایت پر اس کے خریدار بنتے ہیں، حالانکہ اس اخبار میں خبریں نہیں ہوتیں، اس کا معیار کسی بھی لوکل اخبار سے کم یا برابر ہوگا؟ حالانکہ یہ انٹرنیشنل قادیانی جماعت کا ترجمان اخبار ہے، اسے صرف قادیانی اپنے سربراہ کی ہدایت، قادیانی جماعت کی بار بار کی تحریک اور عقیدت کی بنیاد پر خریدتے ہیں، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرزا طاہر احمد نے اپنے اقتدار کے ابتدائی ایام میں تحریک کی تھی کہ "الفضل" کی اشاعت دس ہزار کرنی ہے۔ لہذا قادیانی جماعت اس طرف توجہ دیں اور پھر محمود آباد جہلم میں جہاں پہلے ایک یا دو اخبارات آتے تھے وہاں ۱۵ کے قریب آنے لگے، بہر حال اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ یہ قادیانی جماعت کا اخبار ہے۔ سوفیصد قادیانی اسے قادیانی جماعت کا اخبار سمجھ کر پڑھتے ہیں، پھر مرزا ناصر کے بیان کا کیا مطلب ہے؟ ظاہر ہے یہ "بزرگانہ جھوٹ" ہی تو ہے۔

اب قادیانی پھنس گئے ہیں اگر مرزا ناصر کے بیان کو سچ سمجھیں تو "الفضل" سے منہ موڑنا پڑے گا، جبکہ انہیں جھوٹا سمجھنا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ میں ان کے جذبات کو بہتر سمجھ سکتا ہوں، کیونکہ میں نے اس قادیانی جماعت میں ۴۰ سال گزارے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ قبل مجھ پر یہ انکشاف ہوتا تو میرے جذبات بھی ایسے ہی ہوتے۔ بہر حال قادیانی احباب کے لئے سوچنے کا مقام ہے، ضرور سوچیں، مگر چندے باقاعدگی سے دیتے رہیں، تاکہ "شہزادوں" کی آمدنی میں کمی واقع نہ ہو، بس چندے دیں اور خوش رہیں۔

☆☆................☆☆

بقیہ: بکھرتی دنیا

ضروری ہوتا ہے یہ کبھی نہ سوچئے کہ آپ تنہا کیا کر سکتے ہیں؟ بلکہ یہ سوچئے کہ وہ انسان بھی اکیلے تھے جنھوں نے اپنے عزم وحوصلے کے ذریعے قوموں کی تقدیریں بدل ڈالیں۔ دراصل کاٹ تلوار میں نہیں ہوتی بلکہ اس ہمت مردانہ میں ہوتی ہے جو تلوار چلانے والے ہاتھ رکھتی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس برائی کا قلع قمع کرسکیں اور سچ لکھیں حق لکھیں، قرآن لکھیں، ایمان لکھیں اور خود کو مسلمان لکھیں۔ اے اللہ ہمیں اس قلم کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی دے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور چلانے والا بنادے۔ آمین

بقیہ: وفاقی بجٹ

☆......سودی کاروبار کی وجہ سے بھی ہم برباد ہورہے ہیں، ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ سچا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، قرآن سچی کتاب ہے اور اسلام سچا دین ہے، اس کے باوجود ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال رہے ہیں، جب ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا مذاق اڑائیں گے تو پھر تباہی تو ہونی ہے۔

اس لئے ہمیں فوری طور پر رجوع الی اللہ کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے اور فوری طور پر سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ کے فیصلہ کے مطابق ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنا چاہئے، سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ نے متبادل نظام کا خاکہ بھی دے دیا ہے، اسلامی نظریاتی کونسل کے فاضل اراکین نے بھی اس عنوان پر قابل تعریف کام کیا ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں کافی جگہوں پر کامیاب بلاسود بینکاری ہورہی ہے، ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہئے۔

فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحبؒ

قادیانیت ایک سیاسی گروہ!

قادیانیت غدار ملک وملت سیاسی گروہ ہے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد کو مفقود کرنے اور وحدت امت مسلمہ کو ختم کرنے کے لئے اپنی ساری زندگی اکارت کی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج بھی مرزائی اپنے تمام شیطانی لاؤ لشکر کے ساتھ انگریزی سرپرستی میں مذکورہ مذموم مقاصد کے لئے کوشاں ہے۔ (مدیر)

برادران محترم:

آپ حضرات نے مرزائیت کے متعلق اس کا مذہبی پہلو تو سن لیا ہے، میں اس فتنہ کی سیاسی پوزیشن کی وضاحت کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

مرزائی ایک سیاسی گروہ ہے، جس کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ انگریز کی حکومت کو دنیا میں قائم رکھا جائے اور انگریزی سلطنت اور اقتدار کی جڑیں نہایت مستحکم ومضبوط کی جائیں، بلکہ یوں لگے کہ مذہب اسلام کو دنیا سے مٹانے اور اسے نیست ونابود کرنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ انگریز دنیا میں موجود رہیں، اور اس کی سلطنت و حکومت ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے تاکہ وہ براہ راست اسلام کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کو ملیا میٹ کرتے رہیں۔

میں اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جو میری اپنی بنائی ہوئی بات ہو، بلکہ اپنی تقریر کے ایک ایک جزو کا ثبوت خود مرزائیوں کی اپنی کتابوں سے دیا جائے گا۔

حضرات! مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریز سرزمین ہندوستان میں پورا اثر واقتدار مسلط کرچکا اور مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملہ میں اتنا پیچھے دھکیل چکا تھا کہ دنیا یوں محسوس کرنے لگی: ”گویا مسلمانوں کا وجود اس سرزمین سے ختم ہوچکا۔“ اب صرف مسلمانوں کی چلتی پھرتی چند لاشیں رہ گئی تھیں جو محض دنیا میں اس لئے موجود ہیں تاکہ وہ دنیا کے لئے درس عبرت ہوں۔ کل جو سلطنت واقتدار پر متمکن تھے، آج زندگی کے ہر میدان میں ٹھوکریں کھارہے ہیں۔

حالات دن بدن انگریزی اقتدار کے لئے سازگار ہوتے گئے اور مسلمان من حیث القوم ختم ہوکر رہ گئے۔

آزادی کا آغاز:

مگر اسی سرزمین میں چند وہ مایہ ناز اور قابل قدر ہستیاں بھی موجود تھیں جو درحقیقت وہ دنیائے اسلام کے ماضی کے چلتے پھرتے مجسمے اور آزادی کے گرانقدر پیکر تھے۔ جن کے سینے حب الوطنی اور حمیت اسلامی سے معمور تھے۔ ہندوستان کو ایک غیر ملکی قوم کے قبضہ میں دیکھ کر ان کے خون کھول اٹھے ان کی آنکھیں اشکبار اور دل سوز وگداز سے دھڑکنے لگتے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے سفاک اور بے رحم حکمران مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرچکے تھے یہ ایک اصولی بات ہے کہ جو قوم صدیوں پہلے اس ملک پر حکمران کی حیثیت سے قابض رہ چکی تھی ان کی آنکھوں سے سلطنت واقتدار کا نشہ کب اتر سکتا تھا اور نامعلوم اس قوم میں غیرت کی دبی ہوئی چنگاری کب بھڑک اٹھے اور وہ برسر اقتدار طبقہ سے الجھ پڑے، اس لئے بھی اس قوم کو دبائے رکھنا بے حد ضروری تھا۔

لیکن یہ تو بعید از عقل ہے کہ اس قوم کے تمام افراد ہی اپنی روایات کو بھول جائیں، ان میں چاہے ایک فرد ہی کیوں نہ ہو، کبھی نہ کبھی ان کی ماضی کی شان و شوکت کی یاد ضرور ایک تصویر بن کر سامنے آجاتی۔ چنانچہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جنہیں اپنی تاریخ سے کچھ بھی لگاؤ باقی تھا، ان کے سینوں میں وہ جذبات ابھر کر اٹھے اور وہ جو مذہبی لحاظ سے درس گاہوں کے ذریعے اندر ہی اندر استخلاص وطن کے لئے ایک اچھی خاصی فوج تیار کررہے تھے، اور ہندوستانی مسلمانوں کے ذہن صاف کرکے ان میں اپنی ماضی کی تاریخ کے مٹے ہوئے نقوش پھر تازہ اور زندہ کرتے رہے۔

علماء حق کی اس مختصری جماعت نے درس و تدریس اور تعلیم وتعلم کے ذریعہ سرزمین ہند میں اچھے خاصے ہم خیال پیدا کرلئے اور آہستہ آہستہ انگریزی حکومت کے خلاف اچھی خاصی بغاوت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

علمائے کرام نے سب سے بڑا کام جو آزادی وطن کے لئے سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ ہندوستانیوں میں

جذبہ جہاد پھر سے زندہ کیا، اور انہیں اس بات پر تیار کیا کہ اس غلامی کی زندگی سے بہتر ہے کہ یا تو وہ من حیث القوم ختم ہو کر درجہ شہادت حاصل کریں اور یا پھر ان دشمنان اسلام اور غاصبان وطن کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کریں اور اپنے ملک اور اپنے وطن کی آبرو کو غیر ملکی باشندوں کی دست و برد سے محفوظ کریں۔

چنانچہ مجاہدین کی تحریک آزادی کا بے حد اثر ہوا، حتیٰ کہ انگریز کی فوجوں کے وہ مسلمان جو بحیثیت ملازم انگریزی اقتدار کے ممد و معاون اور محافظ یا پاسبان تھے، ان میں بھی حمیت اسلامی اور حب الوطنی کا مبارک جذبہ موجزن ہونے لگا، انگریز اس تحریک کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ ہندوستان کی اس مردہ اور بے سروسامان قوم کے پاس آخر وہ کونسا سامان جنگ ہے، جس کے بل بوتے پر یہ قوم بغاوت کی طرف مائل ہو رہی ہے، اور ملک کے شاہی ساز و سامان اور اسلحہ جات کے مد مقابلہ ایک قلعہ کی دیوار بن کر حائل ہونے کو تیار ہے۔

اس فوج کی تنظیم و تربیت کے سلسلہ میں وہ کونسا خزانہ ہے جس کی بے بہا قوم پر اس فوج کا دارومدار ہے۔

حق و باطل کی جنگ:

مجاہدین کی یہ بے سروسامان اور مادی قوت و طاقت سے تہی دست جماعت انگریز کی مسلح اور کیل کانٹوں سے لیس اور بے پناہ فوج کے مقابلہ میں آ کھڑی ہوئی۔

سرزمین ہند کا بچہ بچہ آزادی وطن کے لئے سرفروشانہ جذبات کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑا۔

تحریک آزادی میں علماءؒ کا کردار:

جہاں تک تحریک آزادی کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں ہندوستان کے علماءؒ کرام نے پیش پیش حصہ لیا اور بڑھ چڑھ کر اپنی تمام قربانیاں آزادی وطن کے لئے پیش کر دیں، آزادی وطن کی اس تحریک کو زندہ اور باقی رکھنے کے لئے مختلف مقامات پر درس گاہیں کھولی گئیں تاکہ درس و تدریس اور تعلیم کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں میں وہ شعور پیدا کیا جائے جس سے آزادی وطن کا مفہوم آسانی سے سمجھ آ سکے اور ذہنوں میں ایک ایسا انقلاب آ جائے جو انگریز اقتدار و اختیار سے کلیۃً بغاوت کا اعلان کر دے۔

شعوری طور پر کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا تھا جو والہانہ جوش عقیدت کے ساتھ اس مبارک تحریک میں شامل نہ ہوا ہو مجاہدین قدم قدم پر کامیابی و کامرانی کا منہ دیکھنے لگے۔

مرزائیت کی ابتداء:

حضرات! میں نہایت مختصر وقت میں مرزائیت کے پولیٹکل حالات عرض کر کے اپنی معروضات ختم کر دوں گا۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ مجاہدین کی ان پیش قدمیوں کو دیکھ کر انگریز نے ایک نئی چال چلی کہ اسلامی جذبہ، اسلامی تعلیمات اور اسلامی مرکزیت کو ختم کرنے کی کوئی سبیل بنائی چاہئے۔ اس اہم کام کو سرانجام دینے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا اس سے نبوت کا دعویٰ کرانے کے بعد اسلامی رنگ میں یہ فتویٰ صادر کرایا کہ اب جہاد ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی موقعہ پر جہاد کا وقت نہ ہو۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اس وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ ابھی وقت نہیں ہوا یہ ٹھیک ہے اور اگر یوں کہنا شروع کر دے کہ بس ہمیشہ کے لئے نماز معاف ہو گئی اور اب نماز پڑھنا حرام ہے..... یہ تو ارکان اسلام کی سراسر توہین ہے۔

غرضیکہ مرزا صاحب نے ساٹھ سال تک ایک ایسی جماعت تیار کی جو انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتی رہی اور جہاد کی دائمی حرمت کے بعد آہستہ آہستہ اسلام کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا:

میرے نزدیک اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ کو ماننا اور دوسرا انگریزی حکومت کی اطاعت و تابعداری کرنا اور ببانگ دہل اعلان کیا کہ میرے نزدیک سب سے بڑا مسئلہ جس نے اسلام کو بدنام کیا وہ جہاد ہے، اور اب جب سے میں نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا ہے

یہاں بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ مرزائی تو عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کیا کرتے ہیں، ان کے ساتھ جھگڑے میں ان حضرات کے جواب میں بہتر یہی ہے کہ مرزا صاحب کا اپنا اعتراف بیان کروں کہ عیسائیوں کے ساتھ مناظروں کی پوزیشن کیا ہے۔ مرزا صاحب نے گورنر کے نام جو خطوط ارسال کئے اس میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ جو ہم مناظرہ کرتے ہیں، وہ حکمت عملی کی وجہ سے ہے تاکہ وحشی مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کیا جائے۔ (ودخط مرزا کے)

آپ حضرات اس سے اندازہ فرمائیں کہ مرزائی عیسائیوں کے ساتھ کیوں مناظرہ کرتے ہیں یہ ہم روزمرہ کی زندگی میں بھی دیکھتے ہیں کہ اگر دو بچے آپس میں کھیل کود کے دوران لڑائی جھگڑا کرنا شروع کر دیں تو جس لڑکے نے مار پٹائی کی ہوتی ہے، اس کے وارث اپنے بچے کو ہی ڈانٹ پلاتے ہیں تاکہ دوسرے بچے کے وارثوں کا جوش ٹھنڈا ہو جائے، اور معاملہ آگے بڑھنے سے رک جائے۔"

الغرض مرزا صاحب نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کا جوش ایمانی ختم

کیا جائے، اور وہ جذبہ اسلام کا جو کافی عرصہ سے مسلمانوں کے خون کا ایک جزو بن چکا ہے۔ اسے سرے سے نیست و نابود کر دیا جائے۔

ابھی کل کا واقعہ ہے، جب ''رنگیلا رسول'' ایک کتاب چھپی تھی، وہ کتاب ایک ہندو کی تحریر کردہ تھی، اس میں سرکار مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کر کے پیغمبر اسلام کی گستاخی کی تھی۔

اس کتاب کے خلاف لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی، جوش اسلامی اور غیرت دینی نے جوش مارا، لاہور میں اس کے خلاف احتجاجی تقریریں ہوئیں کہ یا تو دنیا میں مسلمانوں کے کان نہیں ہونے چاہئیں جن سے وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ سنیں اور یا وہ مسلمان دنیا میں زندہ نہیں رہنے چاہئیں جو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ سنتے رہیں۔

اس جذبات انگیز واقعے پر مسلمانوں میں غیرت اسلامی جوش کر آئی اور لاہور سے غازی علم الدین شہید نامی ایک شخص نے رنگیلا رسول کے ہندو ناشر راجپال کو قتل کر دیا، اس پر ہندو اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف بے حد جذبات بھڑک اٹھے، معاملہ طول پکڑ گیا، غازی علم الدین کو گرفتار کر لیا گیا، آپ کے ساتھ اور بہت سے مسلمانوں کو بھی سزائیں دی گئیں۔

غازی علم الدین کی گرفتاری پر مرزا محمود خلیفہ قادیان نے تحریر کیا:

''یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک مذہب کے عقیدت مندوں کو قتل کر دیا جائے اور کوئی مولوی ایسا ہو جو غازی علم الدین کو جیل میں جا کر یہ سمجھا دے کہ تو اب بھی معافی مانگ لے، اس سے تیری جان بچ جائے گی۔''

اب آپ حضرات خود ہی اندازہ فرمائیں کہ مرزائی کس کس طریقہ سے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر اس وقت محض وہ تمام واقعات بالاستیعاب ذکر کروں تو وہ بھی خاصی داستان بن جائے۔

مرزائی ایک ایک مرحلہ پر مسلمانوں کو تباہ کرنے اور اسلام کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی سازش ضرور کرتے ہیں اور اپنے محسن انگریز کی خصوصی امداد کی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حرف آخر:

محترم حضرات! مرزائیوں نے انگریز کے ساتھ ساز باز کر کے اسلام کی تباہی کے جو منصوبے تیار کئے ہیں اور جس جس اقسام پر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے، میرے پاس اس کا اتنا مواد موجود ہے کہ میں اپنی زندگی کے لیل و نہار بھی ان واقعات کے بیان میں صرف کر دوں، میں نے مرزائیت کو قادیان میں رہ کر بہت قریب سے دیکھا ہے، میں نے تو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فرقہ مرتدہ مرزائیہ کی اندرونی اور خفیہ ریشہ دوانیوں کے مطالعہ میں صرف کر دیا ہے، میری تو صرف ایک گزارش ہے کہ جن مرزائیوں کا رات دن کا مشغلہ یہ ہے کہ وہ انگریز کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی سازشیں کرتے ہیں، اب انگریز اپنا بستر لپیٹ کر رخصت ہو گیا ہے اس کے اشاروں ناچنے والے بھی رخصت کر دینے چاہئے یہ ملک مسلمانوں کا ملک ہے۔ اس ملک کا آئین اسلامی آئین ہوگا، اب اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا یہاں کیا کام ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شیخ ریاض احمد کو صدمہ

بہاولپور (نمائندہ خصوصی) معروف تاجر چرم جناب شیخ ریاض احمد (چوک شہزادی) کے جواں سال فرزند شیخ شیر الٰہی (عرف تارا) اپنی اہلیہ سمیت ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم اپنی گاڑی پر بچے کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور سے کراچی جا رہے تھے کہ خیرپور میرس کے قریب گاڑی ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی۔ مرحوم اپنی اہلیہ اور ڈرائیور سمیت موقع پر دم توڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ ریاض احمد کے گھر سے جب دو جنازے اٹھے تو منظر انتہائی کربناک تھا ہر چشم پرنم تھی۔ جواں سال بیٹے اور بہو کا جنازہ جو چند گھنٹے قبل ہنستے مسکراتے الوداع ہو رہے تھے، چند لمحہ بعد ان کی موت سے کہرام بپا کر دیا۔ یقیناً یہ حادثہ شیخ ریاض احمد اور ان کے گھر والوں کے لئے انتہائی کربناک ہے۔ اللہ پاک مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور شیخ صاحب کی فیملی کو یہ سانحہ برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

مرحومین کی نماز جنازہ مولانا سید عارف اللہ شاہ (مکہ مکرمہ) نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی نے مجلس کی نمائندگی کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے قارئین ان کے غم میں برابر کے شریک اور دعا گو ہیں۔

تحریر: ڈاکٹر خالد محمود سومرو، لاڑکانہ

وفاقی بجٹ ۲۰۰۱ء - ۲۰۰۲ء

ملک عزیز کو اللہ رب العزت نے قدرتی وسائل سے مالا مال کرنے کے ساتھ ساتھ فعال افرادی قوت سے بھی نوازا ہے۔ان وسائل کو اگر اجتماعی بہتری کے لئے منصفانہ طور پر استعمال میں لایا جائے تو بعید نہیں کہ ہم ترقی کی اوج ثریا تک پہنچ جائیں......(مدیر)

یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار وسائل سے مالا مال کیا ہے، وہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں بخش دی: زرعی زمین، چاروں موسم، دریا، سمندر، پہاڑ، پیٹرول، تیل گیس، کوئلہ، قدرتی وسائل، بہترین نہری نظام، ریلوے وغیرہ۔

وسائل بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار عنایت فرمادیئے اور افرادی قوت بھی بہترین دی، ہمارے ملک کی افرادی قوت دنیا کے بیشتر ممالک میں مصروف کار ہے اور ہمارے لوگوں نے دنیا کے کئی ممالک کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ہمارے ملک کی اقتصادی صورت حال انتہائی تشویشناک ہے بلکہ دن بدن روبزوال ہے۔یہ چیز قابل غور ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ گاڑی تو بہترین ہے لیکن ڈرائیور اناڑی ہیں۔اللہ تعالیٰ خیر کرے۔

☆......پانی کی قلت کی وجہ سے ہماری زراعت بری طرح متاثر ہوئی ہے، سندھ کی صورت حال تو انتہائی پریشان کن ہے، صنعت بھی ٹھپ ہو کے رہ گئی ہے، ملک کے مختلف حصوں میں سینکڑوں کارخانے بند پڑے ہیں، بھوک اور بیروزگاری بڑھ رہی ہے لوگ پریشان ہیں، نوجوان حصول روزگار کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں، لیکن جو بھی حکومت آتی ہے بیروزگاروں کے روزگار کے لئے تو انتظام نہیں کرتی الٹا برسر روزگار لوگوں کو بیروزگار کرنے کے لئے منصوبے بناتی ہے، جس سے صورت حال مزید خراب ہوتی ہے۔اگر ہمارے حکمران صرف بند پڑے ہوئے کارخانے چلائیں تو بھی لاتعداد لوگوں کو روزگار مل سکتا ہے، اور ملک کی معیشت کو سہارا مل سکتا ہے۔

☆......امن وامان کی صورت حال کی خرابی کی ایک وجہ بھوک اور بیروزگاری بھی ہے، لوگوں کو روزگار نہیں ملے گا تو وہ پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے لوٹ مار کریں گے، ڈاکے ڈالیں گے، لوگوں کو اغوا کریں گے، غیر قانونی ذریعے استعمال کریں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ:

"افلاس لوگوں کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔"

☆......عام لوگ تو آج کل بجٹ کو لفظوں کی جادوگری قرار دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ہمارا بجٹ ہمارے ملک میں تیار ہی نہیں ہوتا، عالمی مالیاتی اداروں کی ہدایات پر بجٹ تیار کیا جاتا ہے، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قبضے میں ہے اور جب ہمارا بجٹ وہ بناتے ہوں تو وہ ہمارے عوام کے دکھ درد کا علاج کیوں سوچیں گے وہ تو اپنی شرائط منوائیں گے، کیونکہ قرضوں پر قرضے لے کر ہم نے خود کو ان کا غلام بنا دیا ہے......اس وقت حقیقی صورت حال یہ ہے کہ وہ ہمارے آقا بنے ہوئے ہیں اور ہمارے حکمران ان کے احکامات ماننے پر مجبور ہیں، جب تک یہ صورت حال ختم نہیں ہوگی تب تک ہم مستحکم نہیں ہوسکتے۔غلامی کی زنجیریں توڑنی پڑیں گی، قرضوں کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا، اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے پیٹ سے پتھر باندھنے پڑیں گے......اگر لاکھوں لوگوں کے شہید ہوجانے کے بعد اور لاکھوں لوگوں کے معذور ہوجانے کے بعد امارت اسلامی افغانستان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہمیں قرضہ نہیں لینا تو ہمیں بھی جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ کچھ بھی ہوجائے ہم قرضہ نہیں لیں گے......میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی بات ہے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

☆......اپنے وسائل کو سامنے رکھ کر بجٹ بنایا جائے، بیرونی وسائل کے بغیر اپنے معاملات سلجھائے جائیں، ڈیفالٹ ہونے کی ڈر سے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے جائیں۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔

☆......برآمدات کو بڑھایا جائے، ہمارے ملک کی درآمدات برآمدات سے زیادہ ہیں، اس لئے مسائل پیدا ہورہے ہیں، اپنی مصنوعات کو عام کیا جائے، صنعتکاروں کو رعایت دی جائیں، ان کو کام کرنے کا موقع دیا جائے، دیگر ممالک کے صنعتکاروں کو صنعتیں لگانے کے لئے پیشکش کی جاتی ہیں، اپنے ملک کے صنعتکاروں کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا جاتا؟؟ اگر ہم اپنے ملک کے صنعتکاروں کو اعتماد میں لیں ان کی شکایات کا ازالہ کریں ان کو زیادہ سے زیادہ رعایت دیں، ان کے ساتھ تعاون کریں تو بہت ہی مختصر مدت میں ہم اپنے ملک کو سنبھالا دے سکتے ہیں۔

باقی صفحہ 18 پر

تھرکتی دنیا

خوشی محمد انصاری

کاٹ تلوار میں نہیں ہوتی بلکہ اس ہمت مردانہ میں ہوتی ہے جو تلوار چلانے والے ہاتھ رکھتی ہے

آج کے اس پر فتن دور میں رشتوں کا تقدس ختم ہوتا جارہا ہے۔ خواتین کے مزاج قدرے تبدیل ہو چکے ہیں۔ والدین اور اساتذہ کا احترام دم توڑ رہا ہے۔ پولیس انتظامیہ اور عدلیہ کا وقار جاتا رہا۔ شرم وحیا ناپید ہو چکی ہے۔ الغرض آج پورے معاشرے میں بے حیائی بہت بڑھ چکی ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں اب وہ شرم وحیا نہیں رہی جو پہلے کبھی ہوا کرتی تھی۔ ان تمام تر حالات کو دیکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ معاشرہ اخلاق باختہ کیوں ہوتا جارہا ہے؟ آخر اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ وہ کون سے محرکات ہیں جنہوں نے آج کی نوجوان نسل اور نوعمر نسل کو بدکاری کی جانب مائل کرنا شروع کر دیا ہے؟ اور اسکے پس پردہ کن کے ہاتھ کار فرما ہیں جنہوں نے اسلام کے مجاہدوں کو نہ دین کا چھوڑا نہ دنیا کا؟ بس یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جسے سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت کہ معاشروں میں پیدا ہونے والی نت نئی تبدیلیوں کے اثرات خواہ وہ منفی ہوں یا مثبت معاشرے کے ہر فرد کو اپنے جال میں قید کرنے کی کوشش ضرور کرتی ہیں۔ اسکی واضح مثال آج کا سٹیلائٹ دور ہے جس نے پورے انسانی معاشرے کو بری طرح اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے اور مزید جکڑ رہا ہے۔ اس کے منفی اور مضر صحت اثرات خاص طور پر اسلامی معاشروں میں اندر ہی اندر کینسر کی طرح پھیلتے جارہے ہیں اور اسلام دشمن عناصر اسکے ذریعے اپنے مذموم وناپاک عزائم کو بڑی خوبصورتی اور خوش اسلوبی سے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

جس طرح ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ کے پیروکاروں نے انسانی معاشرہ اور خاص کر اسلامی معاشرہ پر رونما ہونے والے منفی اثرات کو متعارف کرا لیا ہے۔ اے کاش اگر ہمارے دیگر فاضل مقررین

کالم نویس، تجزیہ نگار، اداریہ نویس اور مراسلہ نگار خواتین وحضرات بھی اپنی توانائی کو اس پاک سرزمین سے فحاشی، بے حیائی وعریانی اور دیگر اخلاقی برائیوں کے خاتمہ کیلئے صرف کر دیں تو انشاء اللہ یہ ملک کم از کم اخلاقی دیوالیہ ہونے سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ آج ہر صاحب ایمان شخص کا سب سے اہم اور نمبر ون مسئلہ فحاشی وعریانی کے عفریت سے خود کو اور اپنے خاندان کو بچانے کا ہے۔

میری ان باتوں کے پس پردہ کسی سے نفرت انتقام یا فرمائش کا قطعاً دخل نہیں ہے بلکہ میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے وہ حالات وشواہد کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ اور اس کا لب لباب یہ ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے نام پر وجود میں آنیوالی میڈیا درحقیقت اسلامی معاشروں کو گندا کر رہی ہے اگر ہم نے اس موذی مرض یعنی سٹیلائٹ سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر اختیار نہ کیں تو ہم اندرونی طور پر کھوکھلے ہو جائیں گے اور جو قومیں اندرونی طور پر کھوکھلی ہو جاتی ہیں ان کو شکست دینا کوئی مشکل بات نہیں ہوتی کیونکہ وہ آسانی سے لقمہ اجل بن جاتی ہیں۔

یہ بات ہم سب کے سامنے اظہر من الشمس ہے کہ آج اس انفارمیشن ٹیکنالوجی کے انقلاب نے پوری قوم کو ٹی وی کے آگے بٹھا دیا ہے جہاں سیکولر اور لادین مغربی کلچر کے سوا کچھ نہیں دکھایا جارہا اور

یہی وجہ ہے کہ اس مغربی کلچر نے اور خاص طور پر پڑوسی ملک کی ننگی ثقافت نے ہمارے معاشرے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ آج اسلام دشمن عناصر اس کے ذریعے عورتوں کو ثقافت وکلچر کی ترجمان بنا کر پیش کر رہے ہیں اور عورت ہے کہ بنا سوچے سمجھے دیوانہ وار جھومتی، ناچتی، تھرکتی اور گاتی جارہی ہے جس کا نہ سر ہے نہ پاؤں، نہ مطلب ہے اور نہ معانی۔ بس ایک اندھی تقلید ہے جسکے مقلد

اچھے بھلے معاشروں کا ستیاناس کر کے شیطانی عقائد ونظریات کو فروغ دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج اس انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے مغربی عریانی اور فحاشی کا سیلاب ثقافت اور کلچر کے نام پر موجیں مارتا ہوا چڑھا آرہا ہے اور اس سیلاب کا ہدف خاص طور پر ہر وہ مسلمان ماں ہے جو ابوجہل کے قاتل معاذ ومعوذ کو جنم دینے والی ہے۔ جو طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم کو آغوش حرمت میں پروان چڑھا کر ملی غیرت کیلئے دریاؤں میں گھوڑے ڈال دینے کیلئے تیار کرنیوالی ہے۔ جو خالد بن ولید، صلاح الدین ایوبی، ٹیپو سلطان اور محمود غزنوی جیسے سپوت پیدا کرنے والی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج اسکے دل ودماغ اور سوچ وفکر کو ثقافت اور کلچر کے نام پر گمراہی کے متعفن گڑھوں میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ جو نہ صرف تنقید کے قابل ہے بلکہ نفرت کے بھی لائق ہے۔

ادب ہر قوم کا سرمایہ ہے۔ اس حوصلہ شکن ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ حوصلہ مند اور صاحب ایمان افراد سامنے آئیں کیونکہ میڈیا کی اس افراط میں جو ذہنی افلاس پیدا ہو رہا ہے اس پر کچھ قدغن لگائی جاسکے اور نئی نسل کو اس موذی مرض سے بچایا جاسکے اور ان کی ذہنی وفکری رہنمائی کی جاسکے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا نہ کیا گیا اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے یونہی خاموش تماشائی بنے رہے تو یقیناً وہ زمانہ بھی آسکتا ہے جہاں ذہنی افلاس کی سطح خطرناک حد سے آگے بڑھ جائے اور واپسی کا کوئی راستہ نہ رہے یاد رکھیے! فتح حاصل کرنے سے پہلے جنگ لڑنا ہمیشہ

باقی صفحہ 18 پر

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس پاکی والی

علی پور میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ امدادیہ حبیب المدارس پاکی والی علی پور ضلع مظفر گڑھ میں دوروزہ ردقادیانیت کورس مورخہ ۱۶، ۱۷، اصفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۲، ۱۳ امئی بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ کورس کا آغاز مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کے بیان سے ہوا۔ موصوف نے رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے اسرار وحکم، اور حیات مسیح علیہ السلام قرآن وسنت کی روشنی میں تقریباً ۲ گھنٹے بیان فرمایا۔ آپ کے فاضلانہ درس میں جامعہ کے تین سو سے زائد طلباء، اساتذہ، معززین علاقہ اور مختلف تعلیمی اداروں کے لیکچرز اور پروفیسرز نے شرکت کی۔

دوسرا بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کیا۔ جو ظہر سے عصر تک جاری رہا، اس میں قادیانیوں کے غلط عقائد کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ اور کہا کہ مرزا قادیانی نے نہ صرف جھوٹا دعویٰ نبوت بلکہ خدائی کا دعویدار بھی تھا، اس نے خدا کے بیٹا ہونے، باپ ہونے، بیوی ہونے کا بھی (نعوذ باللہ) دعویٰ کیا۔ نیز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، علماء کرام، صلحاء ملت کے متعلق مرزا نے دریدہ دہنی کی۔ مرزا قادیانی کی خرافات سن کر سامعین انگشت بدنداں تھے کہ ایسا دو گو ایک شریف انسان، اور مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔

تیسرا بیان رفع ونزول مسیح علیہ السلام سے متعلق قادیانیوں کے شکوک وشبہات اور ان کا ازالہ، نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا وقت، نزول کے وقت لباس، لباس کا رنگ، مقام نزول، کیفیت نزول، نزول کے بعد کارنامے، دوبارہ تشریف آوری کے بعد مدت قیام، شادی، اولاد، وفات مقام تدفین سے متعلق احادیث مبارکہ نوٹ کرائیں۔ نیز سامعین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔

آخری بیان ظہر سے عصر تک جاری رہا اور حضرت مولانا امام الدین قریشی نے بھی خطاب کیا۔ موصوف کے طرز بیان سے شرکاء درس بہت محظوظ ہوئے۔ آخری درس بھی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دیا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا پروفیسر محمد مکی نے فرمایا کہ اس پروگرام میں چونکہ علاقہ کے عوام بھی شریک ہیں لہٰذا اس میں لکھوایا کم جائے اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت تحریک ختم نبوت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماء دیوبند کا کردار، فی الوقت تحریک ختم نبوت کے تقاضے، علماء کرام کی ذمہ داری کیا ہے کے عنوان پر گفتگو کی جائے؟

بالآخر کورس عصر کی نماز کے وقت بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

آخر میں جامعہ کے مہتمم مولانا محمد مکی نے شرکاء کورس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا، اور آئندہ بھی اس قسم کے کورسز کے اہتمام کی تمنا ظاہر کی۔ علاقہ بھر سے شرکت کرنے والے حضرات کے خورد و نوش کا معقول انتظام جامعہ کی طرف سے کیا گیا۔ کورس میں ضلع بھر سے علماء کرام مولانا غلام محمد، مولانا حبیب اللہ، قاری عبدالخالق، قاری حفیظ اللہ، حاجی بشیر احمد سمیت کئی دیگر حضرات خاص طور پر تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے جامعہ کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا:

جامعہ میں پہلی مرتبہ حاضر ہو کر بہت خوشی ہوئی،، جامعہ ہذا شہری ماحول سے بہت دور دیہات کے پرسکون ماحول میں عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جامعہ میں پانچ سو سے زائد طلباء کرام کی حاضری اور تعلیم درحقیقت جامعہ کے بانی مولانا حبیب اللہ مرحوم کے اخلاص مہتمم مولانا محمد مکی کے سوز دروں، قاری پروفیسر محمد قاسم کے حسن انتظام کی برکت سے بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس گلشن مصطفوی کو قیام قیامت تک آباد وشاداب رکھے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆☆

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا رحیم یار خان میں مختلف اجتماعات سے خطاب، علمائے کرام اور طلبہ کو قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ کیا

رحیم یار خان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی دو روزہ تبلیغی دورہ پر رحیم یار خان تشریف لائے۔ جہاں آپ نے اپنے دورہ کا آغاز سراج السالکین حضرت میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ کی زیارت اور دعا سے کیا۔ موصوف نے جامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ للبنات کی معلمات اور طالبات سے خطاب کرتے ہوئے ملک کو درپیش خطرات سے آگاہ کیا۔ موصوف نے جامعہ معارف اسلامیہ میاں ٹاؤن کے اساتذہ کرام اور طلبہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب جامعہ قادریہ میں درس قرآن کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا، جبکہ اگلے روز صبح کی نماز کے بعد شیخ زید ہسپتال کی جامع مسجد میں درس دیا۔ بعد ازاں جامعہ حسینیہ کی مسجد اور جامعہ مدنیہ فاروق اعظم کے اساتذہ اور طلبہ کرام سے بھی خطاب کیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت، پرویزیت، گوہر شاہیت، یوسف کذاب اور عیسائیت کے فتنے، امت مسلمہ کا تعلق رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے منقطع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ علمائے کرام اور طلبہ (آج کے طالب علم کل کے عالم دین) کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے ان کے خلاف کمربستہ ہو جائیں۔ انہوں نے طلبہ اور اساتذہ پر زور دیا کہ وہ مجلس کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے رد قادیانیت کورس میں شرکت کریں تاکہ قادیانیت، عیسائیت اور پرویزیت سمیت دجالی فتنوں کے خلاف دلائل و براہین سے مسلح ہوں۔ انہوں نے شہر کے علمائے کرام مولانا بشیر حامد حصاروی، قاضی عزیز الرحمٰن، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مفتی عبداللطیف، قاضی شفیق الرحمٰن، قاری عظیم بخش، مولانا عبدالرؤف ربانی سے ملاقاتیں کیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کامیاب تعاقب سے قادیانی بوکھلا اٹھے ہیں (مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی)

سکھر (رپورٹ: قاری محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی تین روزہ تبلیغی دورہ پر سکھر تشریف لائے، جہاں آپ نے مختلف مدارس کا دورہ کیا۔ نیز جامعہ اشرفیہ اور جامعہ مظہر العلوم حمادیہ منزل گاہ کے طلبہ سے خطاب کیا۔ آپ نے مدینہ مسجد، مسجد اللہ والی، چاند مسجد سمیت کئی ایک مساجد میں خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی ملک عزیز میں لسانی، طبقاتی، فرقہ وارانہ جھگڑے کرا کر علمائے دین اور عسکری و دینی طبقات کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں سنی تحریک کے قائد جناب سلیم قادری کا قتل اسی سلسلہ کی کڑی ہے تاکہ ملک میں شیعہ سنی لڑائی کے بعد دیوبندی، بریلوی تصادم کرایا جائے۔ انہوں نے دونوں طبقات سے صبر و تحمل کے ساتھ اصل قاتلوں کی گرفتاری کے لئے کوشش کرنے کی درخواست کی۔

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کامیاب تعاقب سے قادیانی بوکھلا اٹھے ہیں، اور اپنے زرخرید صحافیوں کے ذریعہ قادیانیوں کے پھیلنے کی خبریں لگوا کر اپنے ساتھیوں کو قادیانیت پر قائم رہنے کے لئے تھپکی دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیئر لگ چکا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ جب قادیانیت کا نام و نشان اور وجود صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ انہوں نے سکھر کے علمائے کرام مولانا عبدالمجید، مولانا قاری عبدالحفیظ، مفتی محفوظ احمد، مولانا محمد مراد ہالیجوی، مفتی عبدالوحید، مولانا محمد شفیع، آغا سید محمد شاہ سمیت کئی ایک علمائے کرام اور جماعتی رفقاء سے ملاقات کرکے مجلس کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

تبصرہ کتب

نام کتاب: خطبات محمودؒ

مجموعہ تقاریر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

ترتیب و تحقیق: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

ضخامت: ۳۳۳ صفحات

قیمت: ۱۰۰ روپے

ناشر: مکتبہ سلیمانیہ مین بازار نشاط کالونی، لاہور

زیر نظر کتاب مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے خطبات پر مشتمل ہے، کتاب میں کئی ابواب ہیں پہلے باب میں حضرت مفتی صاحبؒ کے حالات زندگی، ملک و ملت کے لئے ان کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ ہے۔ دوسرے باب میں پارلیمنٹ میں کی جانے والی تقاریر ہیں، بالخصوص ایوب خان اسمبلی میں عائلی قوانین اور پوتے کی وراثت کے بارے میں مفتی صاحبؒ کی عالمانہ بصیرت، فقیہانہ بصارت، خطیبانہ جوش و خروش الفاظ سے واضح ہے جو اس کتاب کا حاصل ہے۔ تیسرے باب میں ریڈیو ٹیلیویژن پر قوم سے خطاب۔ چوتھے باب میں جلسہ ہائے عام میں کی جانے والی تقاریر، پانچواں باب میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زکوٰۃ آرڈی نینس کی شرعی و فقہی خامیوں پر گرفت کی گئی ہے۔

زیر نظر ایڈیشن جو ناشر کے ذوق کی عکاسی کرتا ہے، ٹائٹل میں پس منظر میں جمعیت علماء اسلام کا پرچم

لہراتا ہوا نظر آرہا ہے اور گنبد خضراء سے شعاعیں نکلتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ گویا خطبات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ترجمانی کا مجسم [illegible] ہیں۔

کتاب کے آغاز میں قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن مدظلہ، خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان، مجاہد اسلام مولانا سمیع الحق زید مجدہ کی تقاریظ مرتب و ناشر کی کاوش کی محنت پر اظہار اعتماد ہے۔ مولانا شجاع آبادی کو اللہ پاک نے اکابرین علماء حق اور قائدین تحریک ختم نبوت کے خطبات کو جمع کرنے کا سلیقہ اور ذوق نصیب فرمایا ہے۔ قبل ازیں خطبات ختم نبوت تین جلدوں میں، خطبات لدھیانوی ایک جلد، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی سوانح و سیرت پر کتاب شائع کرکے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

مذکورہ کتاب ان کے ذوق مطالعہ و ترتیب کا عظیم الشان مظہر ہے۔ نیز مولانا مشتاق احمد صاحب جو اس کتاب کے ناشر اور ترتیب کے محرک ہیں۔ قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے مختلف اخبارات، رسائل، پمفلٹس اور کیسٹس میں بکھرا ہوا مواد جمع کر دیا ہے۔

کتاب میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق آٹھ تقریریں ہیں۔ کتاب ۳۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت، طباعت، ٹائٹل مرتب اور ناشر کے حسن ذوق کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ڈاک کے ذریعہ منگوانے والے حضرات ۱۲۵ روپے ارسال کریں۔ کراچی کے احباب "مکتبہ لدھیانوی" جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ سے حاصل کریں۔ لاہور کے احباب دفتر ختم نبوت بیرون دہلی دروازہ بالمقابل شاہ محمد غوث سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆

یہ دین زندہ ہے
اور
زندوں سے قائم ہے

اس دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول مقرر اور مقدر کر دیا ہے کہ اس کے لئے زندہ اشخاص برابر پیدا ہوتے رہیں گے، کوئی درخت اس وقت تک سرسبز و شاداب اور زندہ درخت نہیں سمجھا جاتا جب تک کہ وہ باثمر نہ ہو۔ اس میں نئی نئی پتیاں اور نئے نئے شگوفے نہ کھلتے رہتے ہوں یہ دین زندہ ہے۔ اور زندہ انسانوں کے لئے ہے اور اس کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے۔ وہ دین مٹ گئے، ختم ہو گئے، جنہوں نے روحانیت کے میدان میں، علم کے میدان میں، فکر کے میدان میں، قیادت کے میدان میں، زندہ اشخاص پیدا کرنے بند کر دیئے۔ انسان زندہ اشخاص سے متاثر ہوتا ہے۔ چراغ جلتا رہا ہے اور چراغ سے چراغ جلنا چاہئے اور جلتے رہنا چاہئے، اور اگر اس امت کو باقی رہنا ہے تو اس امت کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندہ اشخاص پیدا کرے، اس کا درخت علم، اس کا درخت فکر، اس کا درخت اصلاح اور اس کا درخت روحانیت نئے نئے برگ و بار لاتا رہے، نئے نئے شگوفے کھلاتا رہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"میری امت باران رحمت کی طرح ہے"

کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ابتدائی قطرے مردہ زمین کے لئے زیادہ حیات بخش ہیں یا بعد کے۔

میں اب بھی اس پر عقیدہ رکھتا ہوں کہ اسلاف کے کارنامے، اسلاف کا خلوص و صداقت، اسلاف کا تعلق مع اللہ، اسلاف کی استقامت اور اسلاف کی قربانیاں بعد کی نسلوں کے لئے بہترین سرمایہ ہیں۔ اور وہ حیات و زندگی کا پیغام دینے والے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

(از دعوت فکر و عمل ص:۲۰۸)

تجھ سا کوئی نہیں

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ، لاہور

اے رسولؐ! امیں، خاتم المرسلیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب اے تو والا حسب
دودمانِ قریش کے درِثمیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

''سدرۃ المنتہیٰ'' رہگزر میں تری، ''قابَ قوسین'' گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مجتبیٰ تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے، کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروںؓ کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ، انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں، دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

سولہویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا **خواجہ خان محمّد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

• مسئلہ ختم نبوّت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9
9 ایچ زیڈ یو کے فون: 0207-737-8199